سالانہ چندہ ۲ روپیہ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷۴۶ ششماہی چندہ ۱ر

ایمان

مرکزی سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور کا آرگن

Supplment 15-30 January, 1939

درسِ قرآن

قاضی عبدالمجید قریشی سکرٹری سیرت کمیٹی پٹی، ضلع لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

برائے تبلیغ قرآن و قوت دین رسولؐ و خدمت ملّت اسلامیہ

دنیا کا عظیم ترین قرآنی کالج جس میں ۵، ہزار مسلمان روزانہ ایک آیت کا ترجمہ سیکھتے ہیں

(از کمترین خلق عبدالمجید قریشی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس لئے بھیجے گئے تاکہ اللہ کی کتاب، اللہ کے بندوں تک پہنچ جائے۔ جو مسلمان، بعثت رسولؐ کے بعد بھی قرآن پاک سے بالکل بے خبر ہوں، کہنا چاہئے کہ وہ ابھی تک زمانہ جاہلیت میں ہیں، نہ خدا سے واقف نہ خدا کے کلام سے واقف۔ نہ صحیح معنوں میں اسلام تک اُن کی رسائی ہوئی اور نہ کبھی وہ بارگاہِ رسول میں پہنچے۔ ایسے لوگ کس زبان سے یہ شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے قرآن کو سچا مانا، حالانکہ انہیں تو یہ معلوم ہی نہیں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے؟

ہماری جہالت کی حد ہو گئی ہے، ہم بہشت کے دعویدار ہیں، ہم اپنے سوا تمام جہان کو دوزخی قرار دیتے ہیں۔ لیکن جس قرآن کی سند واحد پر یہ تمام زور دار دعوے کئے جاتے ہیں، قریب قریب ہماری تمام ملّت اُس کے علم و عمل سے اس قدر دُور ہو چکی ہے کہ گویا، ابھی تک ہمیں قرآن پہنچا ہی نہیں ہے۔ ہمارے ۹۹ فیصدی مسلمانوں کا یہ حال زار ہے کہ وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا مطلب بھی نہیں جانتے۔ یقین کرو کہ ہمیں لوگ، وہ بدقسمت قوم ہیں جس کے متعلق قیامت کے دن حضور سیّد عالمؐ بارگاہ الٰہی میں یہ فریاد پیش کریں گے، وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ اے خدا! میری اس قوم نے میرے بعد قرآن کو جواب دے دیا تھا اور زندگی سے خارج کر کے گمنامی کے گوشے میں پھینک دیا تھا۔ اس دور کے

ضروری اور اہم اعلان

اخبار ایمان یہ اخبار فرقہ بندی سے پاک ہے، اشتہارات سے پاک ہے، ذاتی نہیں ہے سیرت کمیٹی کے تمام کام اِس اخبار کی آمدنی سے چل رہے ہیں۔ غرباء صرف ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں اور چھ ماہ کے لئے اخبار جاری کرالیں۔ دوسرے صاحب تین روپے سالانہ ادا کرکے جاری کرائیں۔

افلاس کا علاج آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ نے چھ ماہ کی تحقیقات کے بعد یہ رسالہ لکھا ہے، کانفرنس نے اس کی قیمت چار آنے مقرر کی تھی۔ مگر سیرت کمیٹی کا اعلان ہے کہ آپ صرف تین پیسے فی جلد کے حساب بھیجکر جس قدر کتابیں چاہیں طلب فرمالیں۔ یہ کتاب بے حد ضروری اور قابلِ مطالعہ ہے۔

خطبات جمعہ کی تنظیم سیرت کمیٹی نے طے کیا ہے کہ جو جامع مسجد صرف آٹھ آنے روانہ کرکے اپنا نام درج رجسٹر کرائیگی، اُسے سال بھر میں ہفتہ وار اُردو زبان کے کُل ۵۲ خطباتِ جمعہ مفت بھیجے جائیں گے۔ ۶۰۰ خطیب صاحبان نے رقم داخلہ بھیج کر اپنا نام درج رجسٹر کرالیا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی اپنی مساجد کا نام درج رجسٹر کرائیں۔

سیرت رسول اللہ یہ نہایت ہی محققانہ اور ضخیم کتاب مولانا سید نواب علی رضوی ایم اے وزیر تعلیم جوناگڈھ کی تالیف ہے۔ آپ نے ایسی اچھی، مفید، خوبصورت اور شاندار کتاب بہت کم دیکھی ہوگی۔ حجم ۳۹۲ صفحے۔ صرف ۱۰۲ جلدیں باقی ہیں۔ آپ کتاب دیکھ کر اور پڑھ کر یقیناً خوش ہو جائیں گے۔ تین روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

۱۸ کتابیں ڈیڑھ روپیہ میں سیرت کمیٹی کی جملہ تصانیف جن کی تعداد ۱۸ ہے، صرف ڈیڑھ روپیہ بھیجکر حاصل کریں، یہ کتابیں اسلام کی روح ہیں اور اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان انہیں غور اور فرصت کے ساتھ مطالعہ کرے۔ ان کا حجم ۸۴۰ صفحے سے کم نہیں۔

قاضی عبدالمجید قرشی سیکرٹری سیرت کمیٹی، پٹی ضلع لاہور

میں ایک ایسا مستقل قرآنی کالج قائم کردیا ہے جس میں ۷۵ ہزار مسلمان روزانہ قرآن پاک سیکھیں گے اور اگر خدا نے برکت دی تو ممکن ہے کہ اسی اقدام سے یہ پوری قوم ایک دن قرآن دان بن جائے۔

حسابات سودوزیاں سیرت کمیٹی پٹی (ضلع لاہور) آپ کو آٹھ آنے سالانہ میں اڑسٹھ اڑسٹھ صفحے کے ایسے ہی ۱۲ رسائل بہم پہنچائے گی جن میں سال کے ۳۶۵ دنوں کے لئے ۳۶۵ درس قرآن موجود ہوں گے۔ ۱۲ رسائل پر تین آنے سالانہ محصول ڈاک کا اور ایک آنہ سالانہ ریپر، پوسٹ اور انتظام کا خرچ ہو جائیگا اور اس طرح سیرت کمیٹی ۱۲ رسائل کے عوض صرف ۱۶ پیسے خود وصول کرے گی۔ حالانکہ اس کی اپنی کم سے کم لاگت ۴۲ پیسے ہے۔ اگر ۱۶ ہزار گھروں میں درس قرآن جاری ہوگیا تو اس اسکیم میں سیرت کمیٹی کو دو صد روپیہ ماہوار کا مستقل خسارہ ہوگا۔ یہ نقصان کا حساب تھا۔ اب فوائد کی گنتیاں بھی کرنی چاہئیں۔ اگر ۱۶ ہزار گھروں یا مسجدوں میں ۸۰ ہزار مسلمان ترجمۂ قرآن شروع کردیں تو میرے دل کا فتویٰ یہ ہے کہ صرف دو سو روپیہ ماہوار ہی نہیں، اس ایک فائدے کے مقابلے میں یہ پوری دنیا بھی ہیچ ہے۔

ایک آخری لفظ سنئے اور یاد رکھئے۔ نوع انسان کے لئے سب سے بڑی ٹریننگ قرآن ہے۔ عرب کے چند شتربانوں کو قرآن سکھایا گیا۔ وہ دنیا کے استاد بن گئے اور قیصر وکسریٰ کے تاج اُن کے قدموں میں تھے۔ اب تم قرآن سیکھوگے تو اس زمین پر پھر یہی انقلاب برپا ہوگا۔ میں اور کچھ نہیں کہتا، اِسی رسالہ کے ۳۰ سبق، قرآن کی عظمت پر گواہ ہیں اگرچہ ان کے لکھنے والا قرآن کی ابجد تک سے ناواقف ہے۔

اِن ۳۰ سبقوں میں قرآن کے صرف ۲۵ جملوں کا سادہ ترین مطلب، قلم کو روک روک کر لکھا گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ناظرین کرام کی رائے کیا ہوگی لیکن میرا دماغ

مسلمانوں میں قرآن سے غفلت و بے خبری بلکہ اعراض و روگردانی کی حد ہو گئی ہے۔ انگریز افسروں کی صرف ایک سو سالہ صحبت کا اثر تو ہم پر یہ ہوا کہ ہماری قوم کے ہزارہا مرد، اپنی عورتوں اور بچوں سمیت انگریزی پڑھ سکتے ہیں، لکھ سکتے ہیں اور بول سکتے ہیں مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سو سالہ رفاقت کے بعد ہم پر اتنا بھی اثر نہیں ہوا کہ ہمارے پورے محلے میں کوئی ایک شخص ہی قرآن سے باخبر ہوتا۔ غور کرو کہ وہ قوم جو اپنی زندگی کی جڑ کو ایسی بے رحمی سے کاٹ کر الگ پھینک چکی ہو، وہ دنیا اور آخرت میں کیسے برومند ہو گی؟

درس قرآن کی اسکیم مسلمانوں کی غفلت و مدہوشی کی رات کس قدر بھی کٹھن اور سیاہ کیوں نہ ہو، مجھے یقین ہے کہ ہم خداوند پاک کی توفیق سے ان تمام اندھیروں کو ختم کر کے رہیں گے۔ مجھے فخر ہے کہ آج کارکنان سیرت، ہندوستان میں تبلیغ و تعلیم قرآن کی ایک ایسی اسکیم کا افتتاح کر رہے ہیں کہ اگر آپ صاحبان چاہیں اور محنت بھی کریں تو آپ خدا کے فضل سے اپنی پوری کی پوری آبادی کو ایک مستقل قرآنی سکول بنا سکتے ہیں۔ اس اسکیم کا طریق عمل یہ ہے کہ آپ گھر میں ایک وقت مقرر کر دیں جب کہ آپ کے گھر کا کوئی ممبر غیر حاضر نہ ہو۔ ماں، باپ، بہن، بھائی، بچے اور بوڑھے کسب نور کیلئے روزانہ ایک جگہ بیٹھ جائیں اور آپ صرف چار منٹ میں انہیں ہر روز قرآن کریم کا ایک درس سنا دیا کریں۔ ہر زنانہ اور مردانہ اسلامیہ سکول اور ہر مسجد میں بھی اسی طریقے پر روزانہ عمل کیا جائے۔ درس قرآن کا یہ پہلا رسالہ ۱۵ ہزار مسلمانوں کو بھیجا جا رہا ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس دفعہ اپنی روایتی غفلتوں سے کام نہ لیا اور تمام متعلقہ مسجدوں، گھروں اور سکولوں میں درس قرآن کی تلاوتیں روزانہ شروع کر دی گئیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ نے ایک پائی خرچ کئے بغیر ہندوستان

پہلا سبق ۔ تعلیم قرآن

عزیزان اسلام! خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج سے ہم قرآن پاک کا ترجمہ سیکھنا شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ ترجمۂ قرآن سیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ پاک نے آپ سب کو پیدا کرکے صرف چند دنوں کے لئے اس زمین پر بھیجا ہے' اس کے بعد آپ سب خدا کے دربار میں حاضر ہوں گے اور اس زندگی میں جیسا کچھ آپ نے کیا ہوگا' اس کے مطابق وہ آپ کو بدلہ دیگا۔ اگر آپ نے زندگی میں نیک کام کئے ہوں گے تو آپ کو آرام' انعام اور اچھی زندگی ملیگی۔ لیکن اگر آپ نے اس زندگی میں برے کام کئے ہوں گے تو آپ کو تکلیف' نقصان اور بری زندگی حاصل ہوگی چونکہ اللہ پاک اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے اس واسطے اُس نے اپنے بندوں کو زمین پر بھیجکر بے کار نہیں چھوڑا۔ جس طرح اُس نے ہمارے جسم کی پرورش کے لئے زمین' پانی' ہوا' سورج' میوے اور غلے پیدا کئے ہیں' اس طرح اُس نے دل اور روح کی پرورش کے لئے ہمیں نیک اصول' بھلی باتیں اور اچھے کام اور ہدایتیں بتائی اور سکھائی ہیں وہ تمام نیک باتیں' نیک اصول اور اچھے کام جن پر عمل کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور یہ دنیا بھی اچھی ہو جاتی ہے اور آخرت بھی اچھی ہو جاتی ہے' اُس کتاب میں جمع ہیں' جس کا نام قرآن ہے۔ قرآن اُس کتاب کو کہتے ہیں جو بہت پڑھی جائے چونکہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہ تھی کہ اُس کے بندے' قرآن کو بہت زیادہ پڑھا کریں اس واسطے اُس نے اس کتاب کا نام ہی قرآن رکھ دیا ہے۔ قرآن کے معنی ہیں' وہ کتاب جو بہت زیادہ پڑھی جائے۔ آج کے بعد ہم سب قرآن پڑھنے کے لئے ہر روز اسی طرح بیٹھا کرینگے اور قرآن کی ایک ایک آیت پڑھ کر ہر روز یہ سمجھا کریں گے کہ ہم بندوں کو ہمارے مالک

اور قلم دونو حیرت زدہ ہیں۔ مجھ کو ۹ سالوں میں اخبار ایمان کے اندر جن حقائق کے لکھنے کی طاقت نصیب نہیں ہوئی، وہ سب قرآن کے ۲۵ جملوں نے مجھ سے لکھوائے ہیں اور زبردستی لکھوائے ہیں۔ اے برادران اسلام! جن گھروں میں یہ درس قرآن برابر سنائے جائیں گے، آپ یقین کریں کہ ان کے دس سالہ بچوں کو زندگی کے نشیب و فراز کا ایسا پختہ ترین علم حاصل ہو جائیگا کہ وہ غیر مسلم گریجوایٹ کو زندگی کا سبق سکھا سکیں گے۔ زندہ دل مسلمانو! خدا کے کلمات کی پناہ لو پھر تم خود اِس تمام کائنات انسانی کی پناہ بن جاؤ گے۔ (قریشی)

ضرور پڑھیں (۱) یہ سبق صرف قلم اٹھا کر لکھ دیئے ہیں، قبول فرمائیں۔ انشاءاللہ اگلے سبق بہت بہتر ہوں گے (۲) جو خریداران ایمان، آٹھ آنے بھیج چکے ہیں، انہیں دو دو رسائل ملیں گے، دوسرا رسالہ مسجد میں پڑھوانا شروع کر دیں۔ (۳) درس قرآن کا اگلا نمبر صرف انہی اصحاب کو بھیجا جائیگا جو ۸ر بھیج چکے ہوں گے (۴) تمام طالبان درس قرآن اپنا خریداری نمبر یاد کرلیں اور خط یا روپیہ بھیجتے وقت اُس کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ فرمائش کی تعمیل نہ ہوگی (۵) درس قرآن کا وی پی نہیں کیا جائیگا، اس واسطے سرخ نشان والے حضرات ۸ر روانہ کر دیں مگر اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور ساتھ دیں۔ (۶) سیرت کمیٹیاں اطلاع دیں کہ انہیں آیندہ کتنے رسالے روانہ کئے جائیں، مگر اس کے ساتھ ہی پورا پورا حساب بھی لکھدیں کہ اتنے رسالے پہنچے، اتنی قیمت بھیجی گئی تھی، اب آیندہ یہ صورت ہوگی ایسا نہ ہو کہ اُن کے نام پہلے آرڈر کے رسائل بھی جاری رہیں اور نئے رسائل اور جاری ہو جائیں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (۷) اسی نمبر کے ساتھ ۳۰ر جنوری کا ایمان بھی بھیجا گیا ہے، وہ ۲۵ر جنوری کو تقسیم کیا جائے۔ (۹) سب سیرت کمیٹیاں ۱۹۳۸ء کے بقائے جلد از جلد بھیجدیں

خطبۂ عید قربان چھپ گیا ہے، بڑا ہی ضروری خطبہ ہے، ہر عیدگاہ میں سنائیں اور دو دو پیسے لے کر تقسیم کریں۔ قیمت ۲۰ روپیہ فی ہزار، ۳ روپیہ فی سینکڑہ۔ محصولڈاک معاف۔

دوسرا سبق للّٰہیت۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے عزیزان اسلام! اسلام اور قرآن کا پہلا سبق بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے۔ آپ پہلے اس آیت کے لفظوں کے معنی سمجھ لیں۔ ب کے معنی ہیں ساتھ۔ اِسم کے معنی ہیں نام۔ ہم پوچھا کرتے ہیں، تمہارا نام کیا ہے؟ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں، تمہارا اسم کیا ہے۔ اسم کے معنی نام۔ (بسم اللہ) کے معنی ہوئے خدا کے نام سے۔ رحمان کے معنی بہت مہربان۔ رحیم کے معنی ہمیشہ رحم کرنے والا۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے، خدا کے نام سے جو بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ آپ لفظوں کے معنی ایک دفعہ پھر یاد کرلیں۔ ب کے معنی ساتھ۔ اسم کے معنی نام۔ بِسم اللہ کے معنی، اللہ کے نام سے۔ رحمٰن کے معنی بہت مہربان۔ رحیم کے معنی نہایت رحم والا۔ ساری بسم اللہ پڑھنے کا مطلب یہ ہوا، میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ وہ خدا جو بہت مہربان ہے اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

عزیزان اسلام! حکم یہ ہے کہ آپ کو جب بھی کوئی کام کرنا ہو، اُس کو شروع کرتے وقت، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ضرور پڑھیں۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی تھا۔ آپ جب بھی کوئی کام شروع فرماتے تھے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر شروع فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس کام کو خدا کا نام لے کر شروع نہ کیا جائے، وہ بہت بے برکت ہو جاتا ہے۔ چونکہ خدا ہی کی رحمت اور امداد سے اس دنیا کا سارا کارخانہ چل رہا ہے اس واسطے اسلام نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہر ایک نیک کام شروع کرتے وقت ہم کو یہ اقرار کرتے رہنا چاہیئے کہ اس کارخانہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے یا ہوگا، وہ درحقیقت خدا تعالیٰ ہی کی طاقت، توفیق اور رحمت کا نتیجہ ہے۔

عزیزان اسلام! قرآن کا معجزہ یہ ہے کہ اگر آپ اُس کی ایک ہی آیت کو پوری طرح

نے کیا کیا حکم دیئے ہیں تاکہ ہم اُن حکموں کو پورا کرسکیں۔

عزیزانِ اسلام! جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آباد ہوئے تو اُسی دن خدا تعالےٰ نے انہیں یہ فرما دیا تھا کہ اے آدم! تمہارے پاس میری طرف سے ہدایتیں آیا کریں گی، جو لوگ ان پر عمل کریں گے، وہ غم اور نقصان سے پاک ہو جائیں گے۔ خدا کے اس وعدہ کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی آئے جن میں چار نبی بہت مشہور ہیں۔ ایک حضرت داؤد علیہ السلام، اُن پر جو خدا کا کلام اُترا، اس کا نام زبور ہے۔ دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام... اُن کی کتاب کا نام توریت ہے۔ تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اُن کی کتاب کا نام انجیل ہے اور چوتھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ تمام دنیا کے ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے، آپ کی کتاب کا نام قرآن ہے اور آپ کے ماننے والوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہم اور آپ سب مسلمان ہیں۔

اے عزیزانِ اسلام! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے مکہ میں پیدا ہوئے، جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنا نبی مقرر فرما دیا اور اس کے بعد برابر ۲۳ سال تک آپ پر خدا کا کلام یعنی قرآن پاک کی آیتیں اُترتی رہیں اور آپ اُن پر عمل کراتے رہے۔ مسلمان اُس وقت نہایت ہی کمزور اور غریب تھے مگر قرآن کو سیکھنے اور قرآن پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اُن کا راج قائم ہو گیا اور جب حضور کی وفات کا وقت قریب آیا اور آپ نے آخری حج میں مسلمانوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! میں اپنے بعد تم میں یہ اللہ کی کتاب چھوڑے جاتا ہوں، اگر تم اس پر عمل کرو گے تمہارا راستہ کبھی گم نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ موجودہ مسلمان، آنے والے مسلمانوں کو میرا پیغام پہنچاتے رہیں اس کے بعد نبیٔ خدا تو دنیا سے رخصت ہو گئے اور جب تک مسلمانوں نے قرآن پر عمل کیا، دنیا میں اُن کا راج قائم رہا مگر جب سینکڑوں سال گذر جانے کے بعد ہم مسلمانوں نے قرآن کے اصولوں کو بھلا دیا تو دنیا میں دوسری قوم کے راج قائم ہو گئے۔

اے عزیزانِ اسلام! خدا کا شکر ہے کہ آج ہم پھر روزانہ ایک قرآنی آیت کے ترجمہ سیکھنے کا کام شروع کرتے ہیں۔ دعا کیجئے، اے اللہ! ہم کو قرآن کا علم اور عمل عطا فرما تاکہ ہم تیرے فرمانبردار بندے بن جائیں۔

تیسرا سبق ۔ ربوبیت ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

عزیزانِ اسلام! قرآن کی پہلی سورت کا نام، فاتحہ ہے ۔ فاتحہ کے معنی ہیں، شروع کرنے والی ۔ چونکہ اس سورت سے قرآن شروع ہوتا ہے اس واسطے اس کا نام سورۂ فاتحہ ہے ۔ فاتحہ کے دوسرے معنی ہیں، کھولنے والی ۔ چونکہ اس سورت سے قرآن کا دروازہ کھلتا ہے اور انسان کے بند سینے میں خدا کا راز کھلتا ہے اس واسطے بھی اس سورت کو سورۂ فاتحہ کہنا بہت درست ہے ۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ، قرآن کا عطر ہے اب میں اس بات کو کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ انسان کو اچھی زندگی گزارنے کے لئے تین باتیں معلوم ہونی چاہئیں ۔ ایک یہ کہ خدا کیا ہے؟ کیسا ہے؟ یعنی خدا کی معرفت اور پہچان ۔ ہر آدمی کو دوسری بات یہ معلوم ہونی چاہئے کہ میرا فرض کیا ہے، مجھے کیا کرنا چاہئے، اور میری حیثیت کیا ہے؟ یعنی اپنی ذات کی معرفت اور پہچان ۔ ہر آدمی کو تیسری بات یہ معلوم ہونی چاہئے کہ اچھے لوگ کون ہیں اور برے کون ہیں تاکہ میں اچھوں کے ساتھ مل کر زندگی گزاروں اور بروں سے بچ کر رہوں، یعنی انسانیت کی معرفت اور پہچان ۔ سارے قرآن میں یہی تین مضمون آئے ہیں، ایک خدا کی پہچان دوسرے انسان کو اپنی ذات کی پہچان ۔ تیسرے انسانیت کی اچھی اور بری جماعتوں کی پہچان ۔ سورۂ فاتحہ اور الحمد میں بھی یہی تینوں مضمون موجود ہیں ۔ پہلی تین آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کی شان کیا ہے ۔ اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے، انسان کا فرض اور درجہ و مقام کیا ہے؟ اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو کن لوگوں کے ساتھ چلنا چاہئے اور کن لوگوں سے بچنا چاہئے؟

عزیزانِ اسلام! سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت ہے، الحمد للہ رب العالمین ۔ یہاں اَل

سمجھ لیں تو وہ آپ کو اپنی مراد تک پہنچا دیتی ہے۔ بعض عالموں کا قول یہ ہے کہ سارے قرآن کا نچوڑ، الحمد کی سورت ہے اور الحمد کا نچوڑ، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اگر آج آپ نے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کے سبق کو سمجھ لیا تو آپ کو قرآن کا عطر اور روح پوری طرح معلوم ہو جائیں گے۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کا پہلا سبق یہ ہے کہ آپ اس دنیا کی زندگی میں جو بھی کام کریں، وہ خدا کے لئے کریں، یعنی ہر ایک کام میں آپ کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ میں یہ کام اپنی جان یا اولاد یا دنیوی حاکم کے فائدے کے لئے نہیں کروں گا بلکہ اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے کروں گا۔ اس بات کا نام للّٰہیت ہے، للّٰہیت کے معنی ہیں، خدا کی خوشنودی کے لئے ہر کام کرنا۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کا دوسرا سبق یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی کا ہر ایک کام شروع کرتے وقت خدا کی رحمت کو اپنے سامنے رکھیں۔ کیونکہ رحمان کے معنی ہیں بہت مہربان اور رحیم کے معنی ہیں ہمیشہ رحم کرنے والا۔ جب آپ لکھتے وقت یا پڑھتے وقت، یا کھانا کھاتے وقت بسم اللّٰہ پڑھیں گے اور رحمٰن اور رحیم کا نام لیں گے تو اس وقت خدا کی رحمت کا خیال آپ کے سامنے آجائیگا اور آپ کو دو باتوں کا یقین ہو جائیگا۔ آپ کو ایک یقین یہ ہوگا کہ میں یہ کام خدا کے لئے کر رہا ہوں۔ اس واسطے خدا کے کام میں کسی قسم کی بدنیتی، برائی، طمع، فریب اور جھوٹ کو شامل نہیں کرنا چاہئے آپ کو دوسرا یقین یہ ہوگا کہ آپ جس خدا کے نام پر یہ کام کر رہے ہیں، وہ رحمٰن اور رحیم ہے، اس واسطے آپ کو نہ تو ہمت ہارنی چاہئے اور نہ بزدل اور ڈرپوک بن کر پیچھے ہٹنا چاہئے بلکہ خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور یہ یقین کر لینا چاہئے کہ رحمٰن اور رحیم خدا کی رحمتیں آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ جب آپ خدا کے لئے کام کریں گے اور خدا کی رحمت کے سہارے پر کام کریں گے تو آپ یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔ بس بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کامیابی کا تعویذ ہے۔ آپ کو چاہئے کہ جب بھی کوئی کام کریں، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کے دونوں سبقوں کو اچھی طرح یاد کر لیا کریں۔ دعا کرو کہ ہمارا ہر ایک کام خدا کے لئے ہو، خدا کے حکم مطابق ہو۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کا اصلی سبق یہی ہے۔

چوتھا سبق ۔ رحمت ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزیزان اسلام! آج پچھلے سبقوں کو دہرا لیجئے۔ بسم اللہ میں ب کے معنی ساتھ
اِسْم کے معنی نام۔ الحمدللہ میں اَل کے معنی سب اور حمد کے معنی تعریف اور لِلّٰہ
کے معنی اللہ کے لئے۔ بسم اللہ کا سبق یہ ہے کہ آپ جو بھی کام شروع کیا کریں اُس کے
شروع کرتے وقت زبان سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کریں اور دل میں یہ سمجھ لیا کریں
کہ آپ یہ کام اللہ کے لئے کر رہے ہیں۔ اس واسطے آپ اس کام میں کسی قسم کا دھوکا
فریب، جھوٹ اور طمع وغیرہ کی برائی شامل نہیں کریں گے اور خدا کی رحمت پر بھروسہ
رکھکر اس کام کو آخر تک پورا کریں گے۔ الحمدللہ رب العالمین کا سبق یہ ہے کہ آپ خدا
تعالیٰ کو سب جہانوں کا پالنے والا سمجھ کر اس کی عبادت کریں اور اس کے سب بندوں
بلکہ حیوانوں اور جانوروں تک سے نیکی اور مہربانی سے پیش آتے رہیں۔ مَیں نے آپ
کو کل کے سبق میں یہ بتایا تھا کہ سورۂ فاتحہ کی پہلی تین آیتوں میں ....
خدا کی معرفت کا ذکر ہے اور خدا کی شان اور پہچان بتائی گئی ہے۔ آپ کو اچھی طرح
سمجھ لینا چاہئے کہ خدا کی شان کیا ہے۔ کل والی آیت میں خدا کی شان یہ بتائی گئی ہے
کہ وہ رَبِّ الْعَالَمِیْن ہے یعنی سب جہانوں کو پالنے والا۔ اس کے بعد دوسری
آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ مَیں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ آپ کو
قرآن کی پوری سمجھ اُسی وقت آسکتی ہے جبکہ آپ کو قرآن کے الفاظ (اصطلاحات) کو
سمجھ کر، قرآن کے معنی سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ آج مَیں تین لفظوں کے
معنی بیان کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی پہلی شان یہ ہے کہ وہ رب العالمین ہے۔
رَبّ اُس ذات کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو درجہ بدرجہ یہاں تک پرورش کرے کہ وہ

کے معنی ہیں سب۔ حمد کے معنی تعریف۔ لِلّٰہ کے معنی اللہ کے لئے رَبّ کے معنی پالنے والا۔ عالمین کے معنی بہت سے جہان۔ آپ ان معنوں کو پھر سمجھ لیں۔ اَل کے معنی سب حمد کے معنی تعریف۔ لِلّٰہ کے معنی اللہ کے لئے۔ رَبّ کے معنی پالنے والا۔ عالمین کے معنی بہت سے جہان۔ ساری آیت کے یہ معنی ہیں۔ ہر قسم کی تعریفیں خدا کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ آپ یاد رکھئے کہ یہ جہان ایک نہیں ہے۔ جس طرح یہ زمین آباد ہے، اُسی طرح آسمان کے اندر زمین سے بڑے چھوٹے اَور بھی کئی ستارے اور جہان ہیں جو زمین ہی کی طرح آباد ہیں اگرچہ ہم زمین والوں کو وہاں کے رہنے والوں کا زیادہ علم نہیں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے معنی ہیں، سب تعریف خدا کے لئے ہے۔ رب العالمین کے معنی ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا صرف مسلمانوں ہی کا خدا نہیں ہے بلکہ ہندوؤں کا بھی ہے، انگریزوں کا بھی ہے، کافروں اور جانوروں کا بھی ہے اور فرشتوں کا بھی ہے۔ آپ یاد رکھئے کہ جو بھی صفت خدا میں موجود ہو، اس کے متعلق آپ ہمیشہ یہ سمجھیں کہ یہ اچھی صفت ہے اور اُسی صفت پر خود عمل کرنے کی کوشش کریں۔ خدا کہتا ہے کہ مَیں رب العالمین ہوں، مَیں اچھوں، بروں، مسلمانوں، کافروں، جانوروں اور حیوانوں سب کو پالتا ہوں۔ بس آپ کو چاہئے کہ آپ بھی سب کی خدمت کریں، سب سے ہمدردی رکھیں اور خدا کے کسی بندے کو نفرت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ ہاں جس شخص کے عمل برے ہوں، اس کے برے کاموں کی وجہ سے اس کو برا سمجھنا جائز ہے مگر انسانی ہمدردی اس کے ساتھ پھر بھی کرنی چاہئے بس الحمدللہ کا پہلا سبق یہ ہے کہ آپ خدا کو رب العالمین سمجھ کر اس کی عبادت کریں اور خدا کی تمام مخلوق کو اُس کی مخلوق سمجھ کر اُس سے ہمدردی مہربانی اور عدل کا برتاؤ کریں۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہم کو اپنی عبادت کی توفیق بخشے اور یہ بھی توفیق بخشے کہ ہم خدا کی تمام مخلوق سے نیکی اور ہمدردی کا برتاؤ کریں۔

پانچواں سبق - عدالت - مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

عزیزان اسلام! چونکہ انسان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اس لئے سورۂ فاتحہ میں بھی سب سے پہلے یہی بتایا گیا ہے کہ خدا کی شان کیا ہے؟ سب سے پہلی آیت میں یہ بتایا گیا کہ خدا رب العالمین ہے۔ دوسری آیت میں یہ بتایا گیا کہ خدا تعالیٰ رحمت کا خزانہ ہے اور اس کی رحمت سب کے لئے عام ہے۔ اب تیسری آیت میں خدا تعالیٰ کی تیسری شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ انصاف کے دن کا مالک ہے۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں یوم کے معنی ہیں دن۔ اور دین کے معنی ہیں انصاف اور پوری آیت کے معنی ہیں انصاف کے دن کا مالک۔

عزیزان اسلام! آپ کو پہلے سبق میں بتایا گیا تھا کہ ہم اس دنیا میں چند دن کے لئے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ ہم اچھے کام کریں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت ہی کی ایک شان یہ ہے کہ اس نے انسان کے ہر کام کے لئے بدلہ دینے کا قاعدہ مقرر کر دیا ہے۔ جس طرح آگ کو چھونے سے ہاتھ جل جاتا ہے۔ جس طرح زہر کھانے سے انسان مر جاتا ہے، اسی طرح ہر اچھے اور برے کام کے لئے ایک نتیجہ مقرر ہے۔ اگر آپ غریبوں سے ہمدردی کریں گے، اگر آپ خدا کی عبادت کریں گے، اگر آپ بوڑھوں کی خدمت کریں گے، اگر آپ بڑوں کا ادب کریں گے تو ان نیکیوں کے بدلہ میں دنیا کی زندگی میں بھی آپ کو اچھائی حاصل ہوگی اور موت کے بعد بھی آپ کو اچھا بدلہ ملیگا۔ یہ اس لئے کہ خدا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔ پس مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا پہلا سبق یہ ہے کہ آپ خدا کے قانون عدل کو سمجھیں اور ایسے کام کریں جن کا بدلہ اچھا ہو اور ایسے کام نہ کریں جن کا بدلہ برا ہو اور نتیجہ خراب ہو۔ خدا تعالیٰ کے اسی قانونِ عدل کے مطابق سورۂ زلزال میں خدا تعالیٰ

چیز کامل ہو جائے۔ چنانچہ خدا کی پہلی شان یہی ہے کہ جو کچھ بھی اُس نے پیدا کیا ہے اُس کو کامل اور مکمل بنانے کے لئے جتنی بھی چیزیں ضروری تھیں، وہ سب کی سب اُس نے پیدا کر دی ہیں۔ آپ کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ آپ کو بہت اچھا، بہت عمدہ اور بہت مکمل انسان بنانے کے لئے خدا نے تو سارے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر آپ برے اور ناقص اور ذلیل ہیں تو یہ آپ کی اپنی کوتاہی ہے، ورنہ خدا نے تو آپ کے لئے اس دنیا میں ایسے ایسے سامان بنا دیئے ہیں کہ آپ خدا کے نائب اور زمین کے بادشاہ بن سکتے ہیں۔ خدا کی دوسری شان یہ ہے کہ وہ رحمان ہے رحمٰن کے معنی ہیں۔ بہت زیادہ رحمت کرنے والا۔ خداتعالیٰ نے آپ کے لئے بغیر کسی معاوضہ کے زمین، سمندر، درخت، سورج، چاند بنا دیئے۔ پھر آپ کو ہاتھ پاؤں آنکھیں اور عقل اور دماغ دیا تاکہ آپ ان سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ رحمانیت ہے۔

خدا کی تیسری شان یہ ہے کہ وہ رحیم ہے۔ رحیم اُس ذات کو کہتے ہیں جسکی مہربانی ہمیشہ رہے۔ آپ ایک دانہ بوتے ہیں اور اُس سے سو دانہ پیدا ہو جاتا ہے، یہ خدا کی رحیمی ہے کہ وہ محنت کرنے والوں کو اُن کی محنتوں سے بہت زیادہ انعام دیتا ہے

اے عزیزان اسلام! آپ نے اپنے خدا کو سمجھا۔ آپ کا خدا رب العالمین ہے۔ یعنی اس نے وہ تمام سامان پیدا کر دیئے ہیں جن کی مدد سے آپ پورا کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ آپکا خدا رحمان ہے یعنی اُس نے آپ کے لئے بلامعاوضہ آپ کی زندگی کا سارا سامان مہیّا کر دیا ہے۔ آپکا خدا رحیم ہے یعنی اس کے ملک میں جتنی آپ محنت کرتے ہیں، آپ کو اس سے ہزار ہزار گنا پیداوار دی جاتی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ خدا کی ان تینوں اچھی صفتوں کا عکس اپنے اندر پیدا کریں۔ آپ ربوبیت سے سبق لے کر اہل خانہ و ملک کے لئے اسباب کمال بہم پہنچائیں۔ رحمانیت سے سبق لے کر غریبوں کو بخشش اور خیرات دیں۔ رحیمیت سے سبق لیکر اہل معاملہ پر احسان کریں۔ کامل بندہ وہی ہے جو اپنے خدا کے رنگ میں رنگا جائے۔

۶ واں سبق - فرض انسانی - اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ

عزیزان اسلام! آپ پہلے آیت کا ترجمہ سمجھیں - اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِین - اِیَّاکَ کے معنی تیری - نَعبُدُ کے معنی ہم عبادت کرتے ہیں - نَعبُدُ میں نون کے معنی ہیں ہم - نَستَعِین کے معنی ہیں، ہم مدد چاہتے ہیں - اِیَّاکَ نَعبُدُ کے معنی، اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں - اِیَّاکَ نَستَعِین کے معنی، اے خدا! ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں لفظوں کے معنی پھر یاد کر لیجئے - اِیَّاکَ کے معنی تیری - نَعبُدُ کے معنی، ہم عبادت کرتے ہیں - نَستَعِین کے معنی ہم مدد چاہتے ہیں - پوری آیت کے یہ معنی ہوئے' اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں -

عزیزان اسلام! میں نے بیان کیا تھا کہ الحمد للہ میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں پہلی تین آیتوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا کی صفت اور شان کیا ہے؟ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ خدا کی ایک شان ہے - پروردگاری - یعنی وہ سب جہانوں کو پالنے والا ہے - خدا کی دوسری شان ہے، رحمت - یعنی وہ رحمان اور رحیم ہے - خدا کی تیسری شان ہے عدل وانصاف - یعنی وہ انصاف کے دن کا مالک ہے، آج اس دنیا میں جو شخص اچھا کام کرے گا، وہ اُس کو اچھا بدلہ دے گا اور جو بُرا کام کرے گا، اس کو بُرا بدلہ دیگا - خدا کی تین صفتیں بیان کرنے کے بعد اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کا حق، درجہ اور مقام کیا ہے؟ آپ یہ جان چکے ہیں کہ آپ کا خدا، سب جہانوں کا پالنے والا ہے، رحمان اور رحیم ہے اور برائی اور بھلائی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دینے والا ہے تو اب خدا کی اس پہچان کے بعد آپ کا جو بھی فرض ہے وہ اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِین کی آیت میں بیان کر دیا گیا ہے، اب خدا کی پہچان حاصل ہو جانے کے بعد آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ

نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لیگا۔ یہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور موت کے بعد کی زندگی جو انسان کو حاصل ہوگی وہ ان عملوں کے پھل پانے کی جگہ ہے۔ پس اے عزیزان اسلام آپ اپنی نیکی اور برائی کے متعلق کبھی بھی یہ خیال نہ کریں کہ وہ گم ہو جاتی ہیں اور مٹ جاتی ہیں۔ خدا کا قانون یہ ہے کہ انسان کا کوئی عمل ضائع نہیں ہوتا۔ اگر آپ نیکی کریں گے تو موت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک آپ کو اس نیکی کا نیک بدلہ ملتا رہیگا اور اگر آپ ایک برائی کریں گے تو آپ کو اس برائی کا بدلہ بھی ہمیشہ ہمیشہ تک ملتا رہیگا۔ پس اگر آپ اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو آپ اپنے لئے صرف اسی دنیا کے فائدہ کا خیال نہ رکھیں بلکہ اپنی آیندہ زندگی کا بھی خیال رکھیں [illegible] اپنی تمام زندگی کو برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے جمع کرنے میں خرچ کرتے رہیں۔

عزیزان اسلام! بعض لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ خدا تو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کا مالک ہے پھر اس نے صرف یہ کیوں کہا ہے کہ میں آخرت کے دن کا مالک ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ اِس زندگی میں خدا کا عدل پوری طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض لوگ چوری کرتے ہیں اور ان کو سزا نہیں ملتی لیکن آخرت کے دن انسان کی ہر اچھائی اور برائی کا اس کو پورا پورا بدلہ مل جائیگا۔ اور ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ خدا تعالےٰ واقعی انصاف کے دن کا مالک ہے۔ عزیزان اسلام! یاد رکھئے کہ آپ صرف خدا کی صفتوں ہی سے خدا کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ نے تین صفات (۱) ربوبیت (۲) رحمت (۳) عدالت پیش کر کے بندوں کو خدا کی پہچان کرائی ہے اور ساتھ ہی اس کی بندگی کا حکم دیا ہے تاکہ خدا کے بندے بھی انہی صفات کے رنگ میں رنگے جائیں۔ آپ خدا کی ربوبیت سے سبق لیں اور گھر کے اندر اپنے اہل و عیال کو اسباب کمال بہم پہنچا کر نظام خانہ داری کو درست کریں۔ آپ خدا کی رحمت سے سبق لیں اور ہمسایوں اور شہریوں اور ہم وطنوں سے محبت اور ہمدردی کر کے اپنے نظام تمدن کو درست کرلیں۔ آپ خدا کی عدالت سے سبق لیں اور ملک میں عدل قائم کر کے اپنے نظام سیاست کو درست کرلیں۔ یعنی خدا کی صفات ربوبیت، رحمت، عدالت کے معنی یہی ہیں۔

۷ واں سبق۔ سیدھا راستہ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

عزیزان اسلام! پہلے آپ آیت کے لفظی معنی یاد کریں۔ اِھْدِ کے معنی ہدایت دے۔ نون الف نا کے معنی ہم کو۔ صِرَاط کے معنی راستہ۔ مُسْتَقِيْم کے معنی سیدھا۔ آپ ایک دفعہ پھر یاد کرلیں' اِھْدِ کے معنی ہدایت دے۔ نا کے معنی ہم کو۔ صِرَاط کے معنی راستہ اور مُسْتَقِيْم کے معنی سیدھا۔ بندہ اپنے خدا سے کہتا ہے' اِھْدِ نا اے خدا! ہم کو ہدایت دے۔ صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ' سیدھے راستے کی۔ یعنی اے خدا! ہم سب کو سیدھے راستے پر چلا۔

عزیزان اسلام! آپ نے سمجھ لیا کہ ہم جس خدا کی بندگی کرتے ہیں' اُس کی شان صفت اور پہچان کیا ہے؟ بے شک' وہ سب کا پروردگار ہے اور وہ رحمت کا سمندر ہے مگر اسی کے ساتھ وہ انصاف کے دن اور عدل کے قانون کا مالک بھی ہے۔ اگر کوئی شخص برائی کرے گا تو اُس نے سزا دینے کا قانون بھی مقرر فرما دیا ہے۔ بس آپ کا فرض ہے کہ آپ خدا کی پروردگاری اور رحمت کے ساتھ ساتھ خدا کی عدالت کا بھی خیال رکھیں اور اس دنیا میں پرہیزگار بن کر زندگی گزاریں۔ یہ پرہیزگاری کی زندگی کیا ہے؟ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ یعنی آپ صرف خدا کی ہی عبادت کریں اور ہر تکلیف اور مصیبت کے وقت صرف خدا ہی سے امداد چاہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ آپ خدا سے یہ دعا بھی کرتے رہیں کہ اے خدا! ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی پہلے آپ خدا کی عبادت کریں اور خدا کو اپنا مددگار سمجھ کر اپنے دل کا تعلق اُس کے ساتھ جوڑ لیں' اتنا عمل کر لینے کے بعد آپ دعا کریں اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے الفاظ اپنی زبان سے نکالیں اور یہ کہیں کہ اے خدا! ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں پہلے عمل ہے اور اس کے ساتھ اور اُس کے برابر خدا سے دعا

اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ بس، آپ یاد رکھیں کہ مسلمان کی شان اور فرض صرف اسی قدر ہے۔ آپ کو ڈر ہو، تکلیف ہو، غریبی ہو، بیماری ہو، مقدمہ ہو، اولاد کی ضرورت ہو، آپ کو صرف خدا ہی کی عبادت کرنی چاہئے اور خدا ہی سے مدد مانگنی چاہئے۔ ہندو لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ تین خداؤں کی پوجا کرتے ہیں، کئی جاہل لوگ مصیبت کے وقت دیویوں سے، پیروں اور فقیروں سے یا قبروں اور خانقاہوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ یہ سب کچھ ایمان کے اقرار کے خلاف ہے۔ اگر آپ سچے مومن ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ صرف خدا ہی کی عبادت کریں اور خدا ہی سے امداد مانگیں اور اپنے دل کو کسی دوسری طرف جھکنے نہ دیں جب آپ خدا ہی کی غلامی کریں گے اور صرف خدا ہی سے امداد مانگیں گے تو خدا کے فضل سے آپ کے سارے کام درست ہو جائیں گے۔ عزیزان اسلام! اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، اس دنیا میں ہر ایک انسان کے لئے استقلال اور آزادی کا چارٹر ہے۔ خدا ہی کی غلامی اور خدا ہی سے امداد طلبی کے معنی یہ ہیں کہ صرف ایک خدا، آپ سے بڑا ہے۔ خدا کے علاوہ اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے، وہ یا تو آپ کے برابر ہے یا آپ سے کم ہے، لہٰذا منشاء الٰہی یہ ہے کہ کوئی انسان نہ تو اپنے برابر والے انسانوں کے سامنے بندگی اور احتیاج پیش کرے اور نہ دوسری مخلوق کے سامنے۔ پس اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا اصل سبق یہ ہوا کہ خدا سب کا بادشاہ۔ انسان آپس میں بھائی اور حقوق انسانی میں ایک دوسرے کے برابر۔ اور باقی مخلوق نوع انسان کی خادم۔ یہ ہے انسانیت کا درجہ اور مقام۔ اے عزیزان اسلام! آپ کو سبق تو یہ دیا گیا تھا کہ آپ نوع انسان کو حکومت ربّانی، مساوات انسانی اور تسخیر جہانی کا سبق سکھائیں مگر افسوس کہ آپ مشرکوں اور تثلیث پرستوں کے غلام بن گئے اور اس غلامی پر راضی بھی ہو گئے۔ آؤ، ایک دفعہ پھر اپنے فرض کو محسوس کریں۔

۹واں سبق ۔ سیدھا راستہ

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

عزیزانِ اسلام! آپ پہلے آیت کا ترجمہ یاد کر لیجئے۔ صِرَاط کے معنی راستہ۔ اَلَّذِیْنَ کے معنی اُن لوگوں کا۔ یہ لفظ بڑا ضروری ہے۔ اَلَّذِیْنَ کے معنی اُن لوگوں کا۔ اَنْعَمْتَ کے معنی تونے انعام کیا۔ اَنْعَمْتَ کی زبر والی ت کے معنی تو نے۔ عَلَیْهِمْ دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی عَلٰی (علا) اور هِمْ کا۔ عَلٰی کے معنی پر اور هِمْ کے معنی اُن۔ عَلَیْهِمْ کے معنی اُن پر۔ غَیْر کے معنی دوسرے۔ مَغْضُوْب اُس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا غضب اتر چکا ہو۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یہودی۔ وَ کے معنی اور۔ ضَآلِّیْن اُن مسافروں کو کہتے ہیں جو چلے تو جا رہے ہیں مگر اصل راستے کو بھول گئے ہیں اور غلط راستے کو اختیار کر چکے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی عیسائی۔ کل کے سبق میں آپ نے دعا کی تھی۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اے خدا! ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ اب آج خدا تعالیٰ نے آپ ہی کی زبان سے یہ بات کہلوائی ہے کہ سیدھا راستہ کونسا ہے؟ صِرَاطَ الَّذِیْنَ، راستہ اُن لوگوں کا، اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ جن پر تو نے انعام کیا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ۔ غضب والوں کا راستہ نہیں وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور گمراہوں کا بھی نہیں۔ آپ لفظوں کے معنی ایک دفعہ پھر سن لیں۔ صِرَاط کے معنی راستہ۔ اَلَّذِیْنَ کے معنی اُن لوگوں کا۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ۔ راستہ اُن لوگوں کا، اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ جن پر تو نے انعام کیا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ۔ نہ کہ غضب والوں کا۔ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ نہ بھٹکے ہوؤں کا۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اے خدا! ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ اُن لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ اُن لوگوں کے راستے پر نہ

کرنا ہے۔ لیکن افسوس کہ بہت سے مسلمان عمل تو کرتے نہیں ہیں، وہ صرف زبان ہلا ہلا کر دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ عمل نہ کرنا اور صرف زبان ہلا ہلا کر دعا کرتے رہنا کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ آپ محنت بھی کریں اور اس کے ساتھ رزق کے لئے بھی دعا مانگیں۔ پھر خدا تعالیٰ ضرور آپ کی امداد کرے گا۔

عزیزان اسلام! وہ پہلی دعا جو قرآن نے آپ کو سکھائی ہے، یہ ہے کہ آپ خدا سے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق مانگیں۔ یہی قرآن جو آج آپ پڑھ رہے ہیں، سیدھا راستہ ہے۔ یہ قرآن زندگی بسر کرنے کے جو اصول آپ کو بتاتا ہے، انہی اصولوں کا نام صراط مستقیم ہے۔ قرآن پاک آپ سے یہ کہتا ہے کہ جس طرح کوئی مسافر سیدھی اور صاف سڑک پر چل کر آسانی کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے، اسی طرح آپ قرآن کی بتلائی ہوئی باتوں پر عمل کریں گے تو آپ بڑی آسانی سے اور بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے اور آپ کو دنیا اور آخرت کی عزت حاصل ہو جائیگی۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تجربہ کر کے بتلا دی ہے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تھے، تو عرب کے لوگ شرک، جہالت، غریبی، نااتفاقی، زنا اور شراب وغیرہ میں ڈوبے ہوئے تھے اور غیر قوموں اور ایران اور روم کے بادشاہوں نے انہیں اپنا غلام بنا رکھا تھا مگر جب انہوں نے قرآن کے بتلائے ہوئے اصولوں پر عمل کیا تو وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی عزتوں کے مالک بن گئے۔ آج ہم مسلمان جو انگریزوں کے غلام اور غیر قوم سے دولت، تعلیم اور تجارت میں کمزور ہو گئے ہیں، صرف اس لئے کہ ہم نے قرآنی اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اگر آپ پھر خدا پرست، ایماندار، سچے، سخی، محنتی با خلق اور کفایت شعار بن جائیں تو پھر آپ پہلے کی طرح ضرور دنیا اور آخرت کی عزتوں کے مالک بن جائیں گے اور خدا تعالیٰ ضرور آپ کی امداد کرے گا۔

۹واں سبق - سورۂ بقرہ پر نظر عام

قرآن کی دوسری سورت کا نام، سورۂ بقرہ ہے۔ بقرہ کے معنی ہیں گائے۔ اس سورت میں گائے کا ایک اہم واقعہ درج ہے اس واسطے اس کا نام سورۂ بقرہ رکھا گیا۔ یعنی گائے کے بیان والی سورت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰ سال کی عمر میں نبی ہوئے اور ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی، اس لحاظ سے ۲۳ سال تک آپ نبی رہے ان ۲۳ سالوں میں ۱۳ سال تک آپ مکہ شریف میں رہے اور اس کے بعد دس سال آپ نے مدینہ شریف میں گزارے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ قرآن پاک کی جو سورتیں پہلے تیرہ سالوں میں اُتری ہیں جبکہ آپ مکہ شریف میں آباد تھے، انہیں مکی سورتیں کہا جاتا ہے اور جو سورتیں بعد کے دس سالوں میں اُتری ہیں جبکہ آپ مدینہ شریف میں تشریف فرما تھے، انہیں مدنی سورتیں کہا جاتا ہے۔ سورۂ فاتحہ مکی سورت تھی اور اس میں کل سات آیتیں تھیں اور سورۂ بقرہ مدنی سورت ہے۔ اس میں کل ۲۸۶ آیتیں اور ۴۰ رکوع ہیں۔ اس لحاظ سے سورۂ بقرہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔ اگر معنوں کا لحاظ کیا جائے تو کہنا چاہئے کہ سورۂ فاتحہ کی حیثیت ایسی ہے جیسے کہ کسی کتاب سے پہلے تمہید یا مقدمہ یا دیباچہ لکھا جاتا ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کتاب میں کیا کیا مضمون درج ہوں گے، اور سورۂ بقرہ کی حیثیت ایسی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا قرآن کا پیغام حقیقی اس سورت سے شروع ہوا ہے۔ فصاحت اور اختصار کی یہ پہلی مثال ہے کہ قرآن جیسی عظیم الشان کتاب جس میں ہزارہا قسم کے مضمون درج ہیں، صرف سات فقروں میں اُس کا دیباچہ اس طرح مکمل ہوا ہے کہ پورے کا پورا قرآن انہی سات فقروں میں سمایا ہوا نظر آتا ہے۔ سورۂ بقرہ سے قرآن کی دعوت شروع ہوئی ہے، پہلے یہ بتایا گیا ہے

چلا جن پر تیرا غضب اُترا ہے اور جو گمراہ ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک انسان کو اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ مَیں اس دنیا کی زندگی کو سچے لوگوں کی طرح گزاردوں اور ایسے لوگوں کا طریقہ اختیار نہ کروں جن کی بدعملی اور گنہگاری کے باعث خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دُور کردیا ہے۔

عزیزان اسلام! یہ تعلیم قرآن کا نچوڑ ہے کہ آپ اپنی زندگی میں وہی کام کیا کریں جو نیک قومیں اور نیک لوگ کرتے رہے ہیں اور کبھی کوئی ایسا کام نہ کریں جو نا فرمان قومیں اور گمراہ لوگ کرتے رہے ہیں یا کر رہے ہیں۔ نیک لوگوں کی نیکیوں کا اور برے لوگوں کی برائیوں کا پورا حال آپ کو قرآن کی اگلی آیتوں سے معلوم ہو جائیگا۔ یہاں آپ صرف اتنا سمجھ لیں کہ آپ لوگ اپنی ہر نماز اور ہر رکعت میں خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کو یہودیوں اور عیسائیوں جیسی گمراہ قوموں کے راستے پر نہیں چلنا چاہئے مگر ہماری عملی زندگی کا حال یہ ہے کہ ہم سب انہیں عیسائیوں کی ملازمتیں اور نوکریاں کر رہے ہیں، اُنہی کا حکم مان رہے ہیں اور ہم لوگ اُن کے راستے پر ہی نہیں چلتے بلکہ اُن کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں یہ کتنا اندھیر ہے کہ نماز میں تو ہم عیسائیوں کے راستے سے بچنے کی دعائیں مانگتے ہیں اور نماز کے بعد صبح سے لیکر شام تک انہی عیسائی انگریزوں کے اشارے پر چل رہے ہیں۔ اسے

عزیزان اسلام! یہ ہمارے ایمان کی کمزوری کا نتیجہ ہے، چونکہ ہم مسلمانوں نے قرآن کے اصولوں کو چھوڑ دیا ہے اس واسطے عیسائیوں نے اسلام کے بہت سے ملکوں پر قبضہ کرلیا ہے اور اب آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے ملک سے جہاں ہمارا پہلا قبلہ ہے عربی مسلمانوں کو نکالا جا رہا ہے اور وہاں یہودی قوم کو آباد کیا جا رہا ہے، مسلمانوں کی یہ کمزوریاں اور بربادیاں اسی واسطے ہیں کہ آپ لوگوں نے قرآن کے سبق کو یاد نہیں رکھا، خدا کا شکر ہے کہ اب آپ نے پھر قرآن سیکھنا شروع کردیا ہے، جب آپ حکم قرآن پر عمل کریں گے تو پھر دنیا میں اسلام کو فتح حاصل ہوگی۔ آج سورۂ فاتحہ کا ترجمہ ختم ہوگیا۔ کل سے سورۂ بقر شروع ہوگی

سے ۱۹۰ویں آیات تک ایسے احکام ذکر کئے گئے ہیں جن کا تعلق جہاد کی تیاری سے ہے مثلاً وصیت، رمضان اور مالوں میں دیانت دار رہنا تاکہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی وصیتوں اور جائدادوں اور یتیموں وغیرہ کے متعلق کسی قسم کے جھگڑے پیدا نہ ہوں۔ جہاد سے پہلے رمضان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ رمضان درا صل جہاد ہی کا مہینہ ہے اور روزہ داری قوم کو جہاد کے لئے تیار کرتی ہے۔ ۱۹۰ویں آیت میں مسلمانوں کو صاف طور پر جہاد کا حکم دے دیا گیا ہے۔ جہاد کے بعد حج کا ذکر ہے اور اس کے بعد عورتوں کے حقوق اور نکاح کے قوانین بتائے گئے ہیں کیونکہ یہ دونوں باتیں وہ ہیں جو جہاد کے بعد پیش آنے والی تھیں کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جب صدہا مسلمان مرد لڑائی میں شہید ہوں گے یا جنگی عورتیں قید ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں گی تو عورتوں کے مسائل ضرور پیدا ہوں گے۔ اسی طرح یہ بھی ایک طبعی طور پر نتیجہ ہے کہ جہاد کی کامیابی کا سب سے پہلا نتیجہ یہی ہوا کہ حج کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ اسی سلسلے میں خرچ مال کا ذکر بھی ہے اور طالوت اور جالوت کی جنگ کا ذکر بھی ہے اور یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا ایک نئی قوم کو پیدا کر کے اُسے اپنی خلافت دے رہا ہے۔ سورہ بقرہ کی آخری آیت یہ ہے: فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ یہ قرآن کی دعوت کا انجام ہے۔ اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ قرآن کی تعلیم سے جو قوم پیدا ہوگی وہ ایسی ہوگی جس کے ذریعہ سے اسلام کفر پر غالب آجائے گا۔ اے عزیزان اسلام! سورۃ البقرہ کے اس سارے خلاصے سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کے سامنے اسلام کے کیس کو پیش فرمایا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ یہود، نصاریٰ، مشرکین اور کفار کا انجام کیا ہونے والا ہے؟ خدا کیوں مسلمانوں کو حکومت دے گا اور کس طرح دے گا؟ آیندہ سبقوں میں ہم قرآن کی ایک ایک آیت کا ترجمہ کر کے یہ بتائیں گے کہ قرآن نے انقلاب کی یہ آواز کس طرح اُٹھائی اور اسے کیونکر کامیاب بنایا۔ آپ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو تعلیم قرآن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کہ جب قرآن کی آواز اُٹھیگی تو دنیا کے لوگ تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ قرآن کے ماننے والے یعنی مومن اور انکار کرنے والے یعنی کافر اور ظاہری طور پر ماننے والے اور دلی طور پر انکار کرنے والے یعنی منافق۔ اس کے بعد ۲۱ ویں آیت سے تمام انسانوں کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور اس سلسلے میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کی زندگی شروع کرتے وقت جو یہ وعدہ کیا تھا کہ میں وقت وقت پر انسانوں کے لئے ہدایت نامے بھیجتا رہوں گا تو یہ قرآن بھی اسی وعدہ الٰہی کے مطابق اتارا گیا ہے۔ پھر ۴۰ ویں آیت سے بنی اسرائیل کو قبول قرآن کی دعوت دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس قوم میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں، جن کی وجہ سے اب یہ قوم خلافت الٰہی کے قابل نہیں رہی۔ پھر ۸۸ ویں آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلی دفعہ ذکر کیا ہے اور ۱۱۱ ویں آیت میں یہودیوں کے ساتھ عیسائیوں کا نام لے کر ان سے خطاب شروع کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دونو قومیں کیوں خدا کی طرف سے حاکم بننے کی اہل نہیں رہیں۔ پھر ۱۲۴ ویں آیت سے حضرت ابراہیمؑ کی اصلی تحریک یعنی دین توحید کا ذکر شروع ہوا ہے، یہ ذکر اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے دین ابراہیمی کو پیچھے ڈال دیا ہے اس واسطے اب خدا تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ایک نئی قوم پیدا کریگا اور آئندہ سے یہی قوم ابراہیمی دین اور خلافت کی وارث ہوگی۔ اسی سلسلے میں خانہ کعبہ کا ذکر آیا ہے اور یہاں پہنچ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی قوم کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ پھر ۱۵۴ ویں آیت میں اس نئی قوم یعنی مسلمانوں سے خطاب ہے اور سب سے پہلی بات انہیں یہ کہی گئی ہے کہ "ہم تمہارا امتحان کریں گے"۔ اسی کے ساتھ مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری اور تسلی بھی دی گئی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ بھی لکھا گیا ہے یہ وہ کورس، نصاب اور حکمنامہ ہے جو اس نئی قوم کو تیار کرنے کے لئے دیا گیا تھا۔ ۱۵۳ ویں

ہیں کہ نہیں ہے۔ چونکہ ہر انسان کی عقل عقل میں فرق ہوتا ہے اس واسطے ساری عقلیں ہمیشہ کسی ایک بات پر جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایسی حالت میں خدا اپنے بندوں سے یہ کہتا ہے کہ اے میرے بندو! دیکھو، تم ناحق جھگڑا نہ کرو۔ یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کی ہر ایک بات بالکل ٹھیک ہے، تم عقل، قیاس، اٹکل اور شک والی باتوں کے پیچھے نہ لگو۔ بس، اس ایک کتاب کو پکی طرح پکڑ لو، اس کی ساری باتیں سچی اور پکی ہیں، تم اس پر عمل کرکے بالکل کامیاب ہو جاؤ گے بشرطیکہ تم میں پرہیزگاری کی طاقت موجود ہو۔ ھدًی للمتقین کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے اندر تقویٰ یا پرہیزگاری کی طاقت پیدا کریں۔ جس طرح آنکھ کے بغیر سورج سے فیض حاصل نہیں ہو سکتا، اسی طرح تقویٰ کے بغیر قرآن سے فیض حاصل نہیں ہوتا۔ یہاں یہ یاد رکھیے کہ اگر آپ ہر وقت گناہ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں تو اس طرح آپ میں تقویٰ کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے اور جب تقویٰ کی طاقت پیدا ہو گئی تو پھر آپ قرآن کی مدد سے اپنی زندگی کو ضرور کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اب رہا اس بات کا ثبوت کہ قرآن کی ہر بات قطعی اور یقینی ہے تو یہ اس سے ظاہر ہے کہ تمام دنیا کی قومیں اب ہر طرف سے ناامید ہو کر قرآنی اصولوں کو اختیار کر رہی ہیں۔ توحید، تبلیغ، مساوات، نکاح بیوگان، ممانعت سود و شراب، طلاق، لڑکی کو ورثہ دینا، جوا کی ممانعت، دولت کو ذخیرہ کرنے کی ممانعت، یہ سب ایسے مسائل ہیں، جنہیں اسلام سے سیکھ کر تمام دنیا کے عقلمند قبول کر چکے ہیں اور قبول کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دنیا تو قرآنی اصولوں کو اختیار کرکے اپنے دکھوں کو مٹاتی ہے اور ہم مسلمان قرآن کو بھول کر اپنی مصیبتوں کو بڑھا رہے۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ رسول اللہ نے چند شتربانوں کو یہ قرآن سکھایا تھا اور وہ دنیا کے اُستاد اور بادشاہ بن گئے تھے۔ آپ پھر اسی عزت کے مالک بن سکتے ہیں بشرطیکہ آپ قرآن پر چلیں۔

۱۰واں سبق - راہِ یقین

الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ - عزیزانِ اسلام! اس آیت میں ذٰلِکَ کے معنی ہیں یہ۔ لا کے معنی نہیں۔ رَیْب کے معنی شک۔ فِیْ کے معنی میں اور ہٖ کے معنی اِس، اور فِیْہِ کے معنی اس میں۔ ھُدًی کے معنی ہدایت۔ لِلْمُتَّقِیْنَ میں ل کے معنی واسطے اور متقین کے معنی پرہیزگار۔ ذٰلِکَ الْکِتَابُ کے معنی یہ کتاب ہے۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ کے معنی کچھ شک نہیں اس میں۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے معنی: یہ ہدایت ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔ آپ نے سورۂ فاتحہ میں دعا کی تھی' اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ' اے خدا! ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ آپ کی اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا، ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ' ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ - اے میرے بندو! یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے جس میں کچھ بھی شبہ نہیں ہے اور یہ کتاب تم کو سیدھا راستہ بتادے گی بشرطیکہ تم میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی طاقت موجود ہو۔

عزیزانِ اسلام! اس دنیا میں ہر ایک انسان کو اچھے اور سچے اصول معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ ان پر عمل کرکے زندگی کو خوشی، آرام اور کامیابی کے ساتھ گزار سکے۔ اب بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی عقل اور سوچ سے ایسے اصول معلوم کرلیں۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ جو اصول ہم اپنی عقل سے معلوم کرتے ہیں، وہ ہمیشہ یقینی نہیں ہو سکتے۔ آپ مثال کے طور پر خدا کی ہستی کا، یا شراب پینے اور نہ پینے کا مسئلہ لے لیجئے۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا ہماری عقل میں آتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ نہیں آتا۔ بعض کہتے ہیں کہ شراب پینا فائدہ مند ہے اور بعض کہتے

تاکہ وہ اس پر چل کر اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔ لیکن سڑک کا فائدہ تو انہی لوگوں کو پہنچ سکتا تھا جو سڑک پر چلنا چاہیں یا منزل پر پہنچنا چاہیں، یا اپنے اندر چلنے کی طاقت رکھتے ہوں، اس واسطے خدا تعالیٰ نے دوسری بات یہ بیان فرما دی ہے کہ قرآن کی سڑک صرف اُن لوگوں کے چلنے کی سڑک ہے جو پرہیزگار ہیں اور سیدھی سڑک پر چل کر منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ یہاں میں ایک حدیث بھی بیان کر دوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! تقویٰ کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، اگر تم کسی ایسے جنگل میں سے گزرو جو کانٹوں اور جھاڑیوں سے بھرا ہوا ہو تو تم کیا کرو گے؟ صحابہ نے فرمایا، اے خدا کے رسول! ہم اپنے کپڑوں کو اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لیں گے تاکہ کانٹوں میں اُلجھ نہ جائیں۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا، بس یہی تقویٰ ہے۔ حدیث کے اس بیان کے مطابق ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن کے معنی یہ ہوئے قرآن، اُن لوگوں کا راستہ ہے جو دنیا کے جنگل میں ہر قسم کے کانٹوں یعنی گناہوں وغیرہ سے بچ کر اپنی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں جس طرح سورج سے فائدہ اُٹھانے کے لئے آنکھوں کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لئے تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔ بس آپ لوگ سب سے پہلے اپنے اندر، پرہیزگار بننے اور کانٹوں سے بچ کر زندگی گزارنے کا شوق اور احساس پیدا کریں، جب آپ میں یہ احساس پیدا ہو گیا تو قرآن کی تعلیم آپ کے لئے ایک سیدھی سڑک ثابت ہو گی اور اس سڑک پر چلنے سے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں آپ کو زندگی کی مرادیں حاصل ہو جائیں گی۔ خواہ آپ کے پاس علم و دولت نہ ہو، خواہ آپ کی تعداد کم ہو، اس لئے کہ سیدھی سڑک پر چلنے والے اگر تھوڑے، غریب اور بے علم بھی ہوں تو وہ منزل پر ضرور پہنچیں گے، اُن میں صرف چلنے کی طاقت ہونی چاہیے تقویٰ اور پرہیزگاری، قرآنی سڑک پر چلنے والی طاقت کا نام ہے۔

۱۱واں سبق۔ مقصد قرآن۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

عزیزانِ اسلام! سورۂ بقر میں سب سے پہلے یہ فرمایا ہے کہ قرآن کی حیثیت کیا ہے؟ حکم ہوتا ہے، ذٰلِکَ الْکِتٰبُ یہ اللہ کی کتاب ہے، لَا رَیْبَ فِیْہِ اس میں کچھ شک نہیں یعنی اس میں جو بھی اصول اور قاعدے اور نصیحتیں اور ہدایتیں درج ہیں، وہ بالکل صحیح اور سچ ہیں انہیں ذرا بھی پرکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اُن پر ذرا بھی شک لانے کی ضرورت نہیں ہے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اِدھر اُدھر مت بھٹکیں اور کسی وہم اور شک میں مت پڑیں، صرف قرآن کے حکموں کو سن کر اُن پر عمل کرنا شروع کردیں، وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ اس سے پہلی آیت میں آپ کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ قرآن کوئی بحث یا جھگڑا، یا خیالی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک سچ ہے، ایک حقیقت ہے اور ایک یقین ہے۔ اب اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے یہ یقین اس دنیا میں کیوں بھیجا؟ حکم ہوتا ہے، ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ یہ ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی اس دنیا کی زندگی کو احتیاط اور ذمہ داری سے گزارنا چاہتے ہیں یہ قرآن اُن کے لئے حقیقت اور یقین کا ایک بنا بنایا اور تیار شدہ راستہ ہے۔ اب ان لفظوں کے معنی سمجھ لیں۔ ھُدًی کے معنی ہدایت، رہبری اور راہ دکھانا۔ لِلْمُتَّقِیْنَ کے معنی پرہیزگاروں کے واسطے۔ لام کے معنی واسطے اور متقین کے معنی پرہیزگار۔ لام کے معنی اچھی طرح سمجھ لیں۔ لِلّٰہِ کے معنی اللہ کے واسطے۔ لِلْمُسْلِمِیْنَ کے معنی مسلمانوں کے واسطے اور لِلْمُتَّقِیْنَ کے معنی پرہیزگاروں کے واسطے۔

عزیزانِ اسلام! آپ نے دو باتوں کو سمجھ لیا ہے۔ آپ نے ایک بات یہ سمجھ لی کہ قرآن، ایک سیدھی سڑک ہے جو خود خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تیار کر دی ہے

پس کہ خدا تعالیٰ جو بھی حکم دیگا، مَیں ضرور اُس پر عمل کروں گا۔ پرہیزگار کی دوسری نشانی یہ ہے کہ آپ دن میں پانچ مرتبہ نماز قائم کریں۔ عورتیں گھر میں نماز ادا کریں اور بچوں کو نماز یاد کرائیں اور مرد مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور ماں اور باپ دونوں مل کر اپنی نمازوں کا بھی خیال رکھیں اور اپنی اولاد کی نمازوں کا بھی خیال رکھیں، اگر ماں اور باپ خود نماز نہ پڑھیں تو اُن کی اولاد بھی بے نماز ہوجائیگی اور اس کا گناہ ماں باپ کی گردن پر ہوگا۔ بہرحال پرہیزگار بننے کی پہلی بات یہ ہے کہ آپ اللہ پر ایمان لائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ پوری پابندی سے نماز پڑھنا شروع کردیں اور تیسری بات یہ ہے کہ جو بھی مال و دولت اللہ تعالیٰ نے آپکو دیا ہے اس کا ایک حصہ راہِ خدا میں خرچ کریں۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔ پرہیزگار کی چوتھی صفت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی اور جو کتابیں آئی ہیں آپ اُن پر ایمان لائیں۔ آخری بات یہ فرمائی، وَبِالْاٰخِرَةِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ، یعنی وہ قیامت کے آنے کو بھی سچ سمجھتے ہیں۔ ان آیتوں کے آخر میں یہ فرمایا کہ بس یہی لوگ خدا کے راستے پر ہیں اور انہی کی زندگی کامیاب ہوگی۔ اس سے معلوم ہُوا کہ پرہیزگار اور کامیاب زندگی کے اصول پانچ ہیں۔ تین اصول عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور دو اصول عمل ہیں۔ اُن کا عقیدہ یہ ہونا چاہیئے۔ (۱) خدا پر یقین (۲) خدا کے نبیوں اور کتابوں پر یقین (۳) یوم آخرت پر یقین۔ اُن کی عملی زندگی کے دو اصول ہونے چاہئیں (۱) نماز پڑھنا (۲) راہ خدا میں خرچ کرنا۔ جن لوگوں کی زندگی ان پانچ اصولوں پر قائم ہوگی وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں گے۔ کل سے ہم انہی اصولوں پر ایک ایک کرکے بحث کریں گے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان پانچ اصولوں پر چلنے کی طاقت دے اور صحیح معنوں میں متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔

۱۲واں سبق - پرہیزگاری

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔

عزیزانِ اسلام! آپ آج کی آیت کا ترجمہ سن لیں اَلَّذِیْنَ کے معنی جو لوگ۔ یُؤْمِنُوْنَ کے معنی ایمان لاتے ہیں، بِالْغَیْبِ کے معنی ساتھ غیب کے۔ وَ کے معنی اور یُقِیْمُوْنَ کے معنی قائم کرتے ہیں۔ صلٰوۃ کے معنی نماز۔ مِمَّا کے معنی اُس میں سے جو رَزَقْنَا کے معنی رزق دیا ہم نے۔ ھُمْ کے معنی اُن کو۔ یُنْفِقُوْنَ کے معنی خرچ کرتے ہیں۔ ساری آیت کے معنی یہ ہیں کہ متقی اور پرہیزگار لوگ وہ ہیں جو یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرتے ہیں، وَمِمَّا رَزَقْنَا ھُمْ یُنْفِقُوْنَ ہمارے دیئے میں سے خیرات کرتے ہیں۔ اس آیت کا بیان سننے سے پہلے آپ یہ سوچیں کہ آپ نے اسلام کو کیوں قبول کیا ہے؟ اس لئے قبول کیا ہے تاکہ آپ پر خدا خوش ہو جائے اور اس زندگی میں بھی آپ کو عزت اور بزرگی حاصل ہو اور آخرت میں بھی عزت اور بزرگی حاصل ہو۔ یاد رکھئے کہ آپ نے دو باتوں کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔ ایک تو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور دوسرے دنیا اور آخرت میں عزت کی زندگی حاصل کرنے کے لئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر آپ قرآن کی آیتوں پر عمل کریں تو آپ کو یہ دونوں مرادیں مل سکتی ہیں۔ آپ نے ابھی کل یہ پڑھا تھا کہ قرآن کی آیتوں سے وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جس میں پرہیزگاری کی طاقت پیدا ہو جائے۔ اب اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ پرہیزگاروں کی نشانیاں پانچ ہیں۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ آپ بن دیکھے خدا پر ایمان لائیں اور اپنا عقیدہ درست کریں اور اپنے دل میں یہ ٹھان

چاہتے ہوں - اس جڑ کی بات کو طے کر دینے کے بعد اس پرہیزگار قوم کے لئے قرآن نے جو اچھی زندگی کا پروگرام تجویز کیا ہے، اس کا سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان لے آئیں - یہاں آپ یہ جڑ کی بات سمجھ لیں کہ قرآن نے آپ کو جو بھی حکم دیا ہے یہ سمجھ کر دیا ہے کہ اس سے آپ کی دنیا اور آخرت دونوں زندگیاں کامیاب ہونی چاہئیں - اسلام کا پروگرام یہ نہیں کہ آپ کی صرف موجودہ زندگی کو کامیاب بنایا جائے - موجودہ زندگی کے تمام حالات اور تمام واقعات آپ کے سامنے ہیں مگر موت کے بعد کی زندگی، آپ کے سامنے نہیں ہے - اس لئے یہ ضروری تھا کہ آپ کو سب سے پہلے یہ کہا جائے کہ آپ غیب پر ایمان لائیں - تاکہ دنیا کی زندگی کے علاوہ وہ دوسری چیزیں جن کا آپ کی زندگی سے تعلق ہے مگر جنہیں آپ دیکھ نہیں رہے ہیں، آپ کے خیال میں آ جائیں اور اسلام نے دونوں جہانوں کی کامیابی کے سوال کو سامنے رکھکر جو راستہ تجویز کیا ہے، آپ اس پر عمل کر سکیں - جب تک کوئی شخص غیب پر ایمان نہ لائے، وہ اسلام کے احکام کی پیروی نہیں کر سکتا، کیونکہ اسلام کے بہت سے حکم ایسے ہیں جن پر پوری طرح صرف وہی لوگ عمل کر سکتے ہیں جو تمام غیب کی چیزوں کے قائل ہوں - مثلاً خدا، فرشتے، بہشت یا دوزخ - ایمان بالغیب کا حکم دے کر اسلام نے وہ اصلی بنیاد قائم کر دی ہے جس پر قرآن کی تمام تعلیم قائم ہے اور جس میں انسانی زندگی کی اصلی اور دائمی بھلائی کا راز مضمر ہے - آپ اس بات کو ایک دفعہ پھر سمجھیں - آپ کے سامنے اصل سوال یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں آپ کی پالیسی کیا ہونی چاہیئے؟ قرآن کہتا ہے کہ عالم ظاہر اور عالم غیب دونوں کو اپنے سامنے رکھ کر اپنا راستہ تجویز کرو - اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہارا پروگرام اس قدر مکمل بنے گا کہ تم زندگی میں اور زندگی کے بعد پوری طرح کامیاب ہو جاؤ گے -

۱۳واں سبق - ایمان بالغیب - اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

عزیزان اسلام! آپ پہلے لفظوں کا ترجمہ سمجھ لیں۔ اَلَّذِیْنَ کے معنی جو لوگ۔ یُؤْمِنُوْنَ کے معنی ایمان لاتے ہیں، اسی طرح یُوْقِنُوْنَ ہو تو اُس کے معنی، یقین رکھتے ہیں۔ یُنْفِقُوْنَ ہو تو اُس کے معنی، خرچ کرتے ہیں۔ بِالْغَیْبِ کے معنی غیب پر، بِالْکِتَابِ کے معنی کتاب پر۔ بِالرَّسُوْلِ کے معنی رسول پر۔ ب کے معنی ساتھ یا پر۔ پوری آیت کا مطلب یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ غیب کا لفظ عام ہے۔ خدا، روح، فرشتے، بہشت، دوزخ، عذاب قبر وغیرہ باتیں جن کو آپ آنکھ، ناک، کان اور عقل سے دیکھ اور پا نہیں سکتے، غیب میں شامل ہیں۔

عزیزان اسلام! اس دنیا میں الگ الگ کاموں کے لئے الگ الگ جماعتیں اور قومیں تیار کی جاتی ہیں۔ اُستاد کہتا ہے کہ پڑھنے کے لئے آؤ، اس سے پڑھنے والوں کی جماعت بن جاتی ہے۔ چور اور ڈاکو، لوٹ مار کا نام لے کر اپنا جتھہ تیار کر لیتے ہیں کانگرس والے اس ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کا نام لے کر اپنی جماعت تیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح کوئی شخص، خاندان کے نام پر اپنی جماعت تیار کرتا ہے، کوئی وطن کے نام پر، کوئی رنگ اور نسل کے نام پر، کوئی لوٹ مار اور دنیوی فائدوں کے نام پر۔ مگر قرآن ان میں سے کسی چیز کے نام پر اپنی جماعت اور قوم تیار نہیں کرتا۔ وہ اپنا مقصد صرف یہ بیان کرتا ہے، ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی میں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہوں اور میرے ممبر، میری جماعت اور میری قوم صرف وہ لوگ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ ظلم، گناہ اور بدی سے الگ ہو کر اپنی زندگی بسر کریں۔ بس قرآن نے جن لوگوں کو اپنی قوم بنایا، اُن کی پہلی شرط یہ قرار دی کہ وہ ایسے ہونے چاہئیں جو پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنا

سے ایک امام کے پیچھے چلنے کا سبق ملتا ہے۔ نماز کی باقاعدگی قوم کو ۔۔۔۔ فوجی زندگی کا سبق سکھاتی ہے۔ نماز سے گرمی اور سردی میں ہوشیاری کیساتھ اٹھنے سے وقت کی پابندی کا سبق ملتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمانوں کو جو بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں اُن کا سب سے بڑا سبب نماز تھی۔ نماز نے مسلمانوں کو ایک قوم بنا دیا تھا، اُن کی روحوں کو پاک کر دیا تھا، انہیں مہذب بنا دیا تھا، اُن کے دلوں کو خدا کی محبت سے بھر دیا تھا۔ یہی سبب ہے کہ قرآن میں صدہا مرتبہ نماز کا حکم دیا گیا ہے اور حدیث میں یہ آیا ہے کہ مومن اور کافر کے درمیان اصلی فرق نماز ہے۔ دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ نماز، دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز کو چھوڑ دیا گویا کہ اُس نے دین کو برباد کر دیا۔ قیامت کے دن جبکہ خلقت، اپنے خدا کے سامنے پیش ہوگی تو سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائیگا۔ افسوس ہے کہ اب ہم مسلمان نماز جیسی دولت اور نعمت کو بھی ضائع کر رہے ہیں۔ آپ سب لوگ اقرار کریں کہ آج کے بعد آپ کبھی نماز نہیں چھوڑیں گے اور یہ بھی کوشش کریں گے کہ ہمارے گھر اور محلہ میں کوئی مسلمان ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو بے نماز ہو۔

عزیزانِ اسلام! نماز کے اصلی مقاصد دو ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمان کا دل پاک ہو جائے اور دوم یہ کہ قوم میں اتفاق ہو جائے۔ یہاں یہ بات یاد رکھئے کہ اسلام اس کا قائل نہیں کہ فارموں پر دستخط کرنے سے قوم میں اتفاق ہو سکتا ہے۔ اسلامی اصول یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز باجماعت خوف خدا اور یاد آخرت کے ذریعہ سے دلوں کو غرض اور کھوٹ سے پاک کیا جائے تاکہ وہ متحد ہونے کے قابل ہو جائیں۔ افسوس کہ اب ہم نے نماز کی حقیقت، حکمت بلکہ ترجمہ تک کو بھلا دیا ہے، اسی لئے ہماری نمازیں بے اثر ہیں مگر یہ غلطی ہماری ہے نماز کی نہیں ہے۔

۴۱واں سبق ـ نظام ـ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

عزیزان اسلام! آپ پہلے الفاظ کے معنی یاد کریں۔ وَ کے معنی اور۔ یُقِیْمُوْنَ کے معنی قائم کرتے ہیں۔ صلوٰۃ کے معنی نماز۔ پوری آیت یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کا ترجمہ یہ ہوا کہ قرآن نے جو پرہیزگاروں کی قوم پیدا کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کی کامیابی کا دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔ پہلے یہ کہا ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی موجودہ دنیا کے علاوہ خدا کو، فرشتوں کو، قیامت کو، بہشت اور دوزخ وغیرہ کو بھی مانتے ہیں اور اپنی موجودہ زندگی کو بسر کرتے وقت ان سب کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اب دوسری چیز یہ بتائی گئی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ جس طرح قرآن کے تمام حکموں میں انسان کی دونوں زندگیوں کی کامیابی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح نماز کے حکم میں بھی دونوں زندگیوں کو کامیاب بنانے کا راز چھپا ہوا ہے۔ نماز سے اس دنیا کے مطلب بھی پورے ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ روحانی طور پر انسان کو ایسی برکات حاصل ہوتی ہیں جن سے انسان کا دوسرا جہان بھی درست ہو جاتا ہے۔ نماز سے انسان کو جسم اور لباس کے صاف رکھنے کی ہدایت ہوتی ہے۔ نماز سے قوم میں محبت اتفاق پیدا ہوتا ہے۔ نماز سے وقت کی پابندی کا سبق ملتا ہے۔ نماز سے خدا کے لئے وقت اور کاروبار کی قربانی کا سبق ملتا ہے۔ نماز سے غریب اور امیر کا فرق مٹتا ہے، نماز انسان کو بے حیائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے۔ نماز سے منہ، ناک، کان دانت اور ہاتھ پاؤں جہاں گرد و غبار اور جراثیم جم سکتے ہیں، صاف رہتے ہیں۔ نماز ایک نرم قسم کی بہت اچھی ورزش ہے۔ نماز سے قوم کا نظام قائم ہوتا ہے، نماز

بھی کیجئے۔ اگر آپ جسم خرچ کرکے اپنے دفتر کا کام کرتے ہیں تو وہی جسم خرچ کرکے دشمنان اسلام سے جہاد بھی کیجئے۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کے ایک حصے کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اصول، بڑا ہی ضروری اصول ہے، آج انگریزوں، جرمنوں اور جاپانیوں کو جو بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں، وہ صرف اس بات کا نتیجہ ہیں کہ وہ اپنی جانوں، مالوں اور تندرستیوں کا ایک ایک حصہ، اپنی قوم کی ترقی پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر ہم مسلمانوں پر افسوس ہے۔ ہم یہ بات تسلیم تو کرتے ہیں کہ ہماری جان مرجائیگی ہمارا مال اور اولاد موت کے بعد یہیں رہ جائیں گے مگر افسوس کہ ہم یہ جانتے ہوئے بھی یہ چیزیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ صرف اسلام کی مضبوطی اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے ہی خرچ کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ آخرت کی زندگی کے لئے خرچ کرنا ضروری ہے۔ جو کچھ آپ یہاں خدا کے نام پر دیں گے، وہ آپ خود ہی آخرت میں خدا کی بارگاہ سے وصول کرلیں گے۔ اگر یہاں کچھ نہ دیں گے تو وہاں کیا وصول کرینگے؟

اے عزیزان اسلام! آپ یاد رکھئے کہ کوئی مسلمان، اس وقت تک سچا مسلمان نہیں بن سکتا ہے، جب تک کہ وہ خدا کی راہ میں جان، مال، وقت اور آرام کی قربانی کرنا نہ سیکھے۔ اس دنیا میں ہر قوم کو اس کی قربانی کے مطابق درجہ مل رہا ہے۔ آپ جنگ عظیم کو دیکھیں ہر قوم نے اپنی آزادی کے لئے لاکھوں جوان اور کروڑوں روپے لٹا دیئے یورپ والوں نے اپنے خیال میں ترکوں کا جنازہ نکال دیا تھا مگر غازی مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم نے ترکی نوجوانوں کا خون بہاکر اپنی آزادی پھر حاصل کرلی۔ پس آپ اس حقیقت کو کبھی مت بھولئے کہ جب تک آپ راہ خدا میں قربانی دینا نہ سیکھیں آپ کو کبھی ورثۂ اسلام حاصل نہ ہوگا۔

۱۵واں سبق۔ قربانی۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

عزیزان اسلام! آپ پہلے الفاظ کے معنی سمجھ لیں، وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ وَ کے معنی اور ہیں۔ مِمَّا کے معنی، اُس میں سے۔ رَزَقْنَا کے معنی رزق دیا ہے ہم نے رَزَقَ کے معنی رزق دیا ہے اور نَا کے معنی ہم نے، هُمْ کے معنی اُن کو، يُنْفِقُوْنَ کے معنی، وہ خرچ کرتے ہیں۔ نفق، خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہُوا قرآن نے جس پرہیزگار اُمت کے قائم کرنے کا اور اُسے دنیا اور آخرت میں کامیاب بنانے کا بیڑا اٹھایا ہے، اس کی زندگی کا تیسرا اصول یہ ہے کہ وہ خدا کے دیئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں۔ اُن کی زندگی کا پہلا اصول یہ تھا کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، اس سے یہ ہوگا کہ موت سے پہلے کی اور موت سے بعد کی پوری زندگی کے فوائد آپ کے سامنے آجائیں گے۔ پھر پرہیزگار اُمت کی زندگی کا دوسرا اصول یہ بتلایا کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز سے آپ کی پرہیزگاری بھی مکمل ہو جائیگی، آپ کی روح بھی پاک ہو جائیگی اور آپ کا قومی جتھا اور نظام بھی قائم ہو جائیگا۔ اب اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ اُن کی زندگی کا تیسرا اصول یہ ہونا چاہیئے کہ وہ خدا کے دیئے ہوئے میں سے ایک حصہ لازمی طور پر خدا کی راہ میں خرچ کیا کریں۔ خدا کے دیئے میں جان، مال، اولاد، وقت، علم، عقل، صحت اور تندرستی سب چیزیں شامل ہیں۔ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ صرف اپنے مال کی زکوٰۃ نکالیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جو کچھ بھی خدا نے آپ کو دیا ہے اس کا ایک حصہ لازمی طور پر خدا کے لئے خرچ کریں۔ مثال کے طور پر اگر آپ وقت خرچ کرکے اپنے بیٹے کو نہلاتے ہیں تو کبھی کسی یتیم کو بھی نہلایئے اگر آپ روپیہ خرچ کرکے اپنا مکان بنواتے ہیں تو اسی روپے سے کبھی اسلام کی اشاعت

آپس میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کی ہمدردی کے حق دار ہیں۔ اگرچہ خدا کے نبی اور کتابیں مختلف وقتوں میں آئیں اور اُن کی قومیں اور ملک بھی مختلف تھے مگر اُن کی تعلیم کا اصول مختلف نہیں تھا، وہ سب ایک خدا کی طرف سے تھے اور ایک ہی پیغام کے لانے والے تھے۔ اُنہوں نے جو بات بھی خدا کے بندوں سے کہی وہ حق تھی اور خدا کی طرف سے تھی۔ لہذا اب آپ کو اور قرآن پاک کے تمام ماننے والوں کو خداتعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں ہمیشہ یہ اصول اپنے سامنے رکھیں کہ خدا کے تمام نبی بھی حق ہیں اور اُن کی کتابیں بھی حق ہیں۔ اس اصول کو مان لینے سے آپ تمام دنیا کی قوموں اور ملکوں میں اتحاد و اتفاق کرانے کے قابل بن سکتے ہیں۔ قرآن نے دراصل آپ کو یہ اصول سمجھایا ہے کہ جس طرح خدا کے نبی ایک تھے اور آپس میں بھائی بھائی تھے اسی طرح اُن کی اُمتوں کی برادری بھی ایک ہونی چاہیئے اور روا اس لئے کہ کوئی بھی قوم کسی دوسری قوم کے نبی اور آسمانی کتاب کو رد نہ کرے بلکہ سب قومیں اور سب ملک ملکر یہ عقیدہ رکھیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک قوم وار اور ملک وار غرضیکہ جتنے بھی نبی آتے رہے ہیں اور جتنی بھی کتابیں اُن کو دی گئیں ہیں، وہ سب حق ہیں اور اس لیے سب لوگ بھائی بھائی بن کر حکم قرآن کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے تمام نبیوں اور تمام کتابوں پر ایمان لانے کا اس لئے حکم دیا ہے تاکہ سب دنیا کے انسان یہ سمجھ لیں کہ ہمارا خدا بھی ایک ہے اور خدا کی ہدایت بھی ایک ہے اور خدا کی طرف سے ہدایت دینے والے بھی ایک ہیں۔ لہذا ان سب کو "ایک خدا، ایک قانون اور پروگرام، ایک ہی رہنمائی، اور ایک ہی انسانی برادری" کے اصول کو تسلیم کرکے اس دنیا کی زندگی کو خوشی اور آرام سے بسر کرنا چاہئے۔ اے عزیزانِ اسلام! یہ کتنی قیمتی تعلیم ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ تمام دنیا کی قوموں کے سامنے یہ اصول پیش کریں تاکہ قومی جھگڑے اور فساد مٹ جائیں اور انسانی اتفاق کا زمانہ شروع ہو جائے۔

۱۶ واں سبق - اتحاد اسلام

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ - عزیزانِ اسلام! پہلے آپ پوری آیت کے معنی یاد کر لیجیے، وَالَّذِيْنَ کے معنی جو لوگ، يُؤْمِنُوْنَ کے معنی ایمان لائے، بِمَا کے معنی جو کچھ، اُنْزِلَ کے معنی نازل کیا گیا یا اترا، اِلَيْكَ کے معنی تیری طرف، اِلٰی کے معنی طرف اور كَ کے معنی تیری۔ وَمَآ اُنْزِلَ کے معنی جو کچھ اترا، مِنْ کے معنی سے، قَبْلِكَ کے معنی تجھ سے پہلے - پوری آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ وہ پرہیزگار قوم جس کو پیدا کرنا اور کامیاب بنانا قرآن کے سامنے ہے اس کی زندگی کا چوتھا اصول یہ ہوگا کہ وہ نبی خدا اور اس سے پہلے کے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لاتے ہیں - اب پھر لفظوں کے معنی کیجیے - وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ کے معنی جو لوگ ایمان لاتے ہیں بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو کچھ اترا تجھ پر یعنی قرآن پر - وَمَآ اُنْزِلَ کے معنی اور جو کچھ اترا ہے - مِنْ قَبْلِكَ تجھ سے پہلے۔ قرآن کی قوم کا پہلا اصول یہ بتایا گیا کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ دوسرا اصول یہ بتایا گیا کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں - تیسرا اصول یہ بتایا گیا کہ وہ خدا کے دیئے ہوئے میں سے کچھ حصہ خدا کی راہ میں قربان کرتے ہیں - اب چوتھا اصول یہ بتایا گیا ہے کہ وہ خدا کے سب نبیوں اور سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں - اصل بات یہ ہے کہ ہم تمام انسانوں کا خالق اور مالک، وہی ایک خدا ہے اور اس کی رضا اس بات میں ہے کہ اس کے تمام بندے بھائی بھائی بن کر اتفاق اور محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ خدا نے اپنا یہی راستہ سمجھانے کے لیئے ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک میں نبی اور رسول بھیجے ہیں اور اسی غرض سے آسمانی کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ خدا کے ان تمام نبیوں نے اور خدا کی بھیجی ہوئی تمام آسمانی کتابوں نے، تمام دنیا کے انسانوں کے سامنے ہمیشہ یہی ایک سچائی پیش کی ہے کہ سب انسانوں کا خدا ایک ہے اور سب انسان

پر ایمان لے آئے۔ مگر یوم آخرت کے آنے کو تسلیم نہ کرے تو پھر ایسے شخص کے لئے بھی اسلام میں کوئی عملی خوبی اور بھلائی باقی نہیں رہ جائیگی۔ وہ خاص بات جس کے لئے مذہب کی ضرورت ہے، صرف یہ ہے کہ انسان کی زندگی، موت کے بعد ختم نہیں ہو جاتی بلکہ جاری رہتی ہے۔ آپ اس دنیا کی زندگی کے نقصانات کو چونکہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس واسطے آپ ان سے اپنا بچاؤ بھی کر سکتے ہیں مگر موت کے بعد کی زندگی کا ہر معاملہ ایسا ہے جسے آپ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور نہ عقل سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اس واسطے آپ کیلئے ذاتی عقل اور قیاس سے وہاں کے بچاؤ کا طریقہ معلوم کر لینا بالکل ناممکن ہے۔ بس اسی ضرورت کے لئے نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آپ اپنی موت کے بعد کی زندگی کو صرف ایک ہی طریقے سے کامیاب بنا سکتے ہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ آپ اس دنیا میں خدا کے حکموں کی پوری طرح پیروی کریں۔ اگر آج آپ خدا اور رسول کے حکموں پر نہیں چلتے تو آپ موت کے بعد ہمیشہ نقصان میں رہیں گے۔ اس لئے کہ آپ جو بھی عمل اس دنیا میں کرتے ہیں، اُس کا ایک ذرہ بھی کہیں ضائع نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خدا کا قانون ہے کہ آپ پر اُس عمل کی ذمہ داری ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور موت کے بعد کی زندگی اس دنیا کے عملوں کا پھل پانے کی جگہ ہے پس جو لوگ یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اُن کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے عملوں کی ذمہ داری کا خیال کریں اور کوئی ایسا کام نہ کریں کہ کل موت کے بعد جب کہ بدلہ پیش کیا گیا تو وہ حیران رہ جائیں۔ افسوس کہ ہم لوگ زبان سے تو آخرت کا بہت ورد کرتے ہیں مگر ہمارے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس دنیا میں جتنی بھی نیکیاں جمع کر سکے، جمع کر لے تاکہ وہ آخرت میں ذلیل و شرمسار اور خدا کی رحمت سے محروم نہ ہو۔

سبق ۱۷ - ذمہ داریٔ اعمال - وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

عزیزانِ اسلام! آج کی آیت سن لیں - وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ - آپ اس کا ترجمہ سمجھیں - وَ کے معنی اور - بِالْاٰخِرَۃِ کے معنی آخرت پر - ب کے معنی پر یا ساتھ - مثلاً بالکتاب کے معنی کتاب پر - بِالرَّسُول کے معنی رسول پر - هُمْ کے معنی وہ سب - يُوْقِنُوْنَ کے معنی یقین کرتے ہیں - ساری آیت کے معنی یہ ہوئے' وَبِالْاٰخِرَۃِ ' اور آخرت پر - هُمْ يُوْقِنُوْنَ' وہ یقین کرتے ہیں - یعنی وہ پرہیزگار قوم جو قرآن کی تعلیم سے پیدا ہوگی' اس کی زندگی کا پانچواں اصول یہ ہے کہ وہ موت کے بعد آنے والی زندگی پر بھی یقین رکھتے ہیں - اس سے پہلے چار اصول بیان ہو چکے ہیں - اول یہ کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں - دوم یہ کہ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں' سوم یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کے دیئے ہیں سے کچھ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں - چہارم یہ کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور قرآن سے پہلے کی تمام کتابوں اور نبیوں کو سچا تسلیم کرتے ہیں - اب اس پرہیزگار قوم کی زندگی کا آخری اور پانچواں اصول یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ موت کے بعد بھی ہم کو زندگی دی جائے گی اور وہ اس دنیا کے عملوں کے مطابق ہوگی - اگر آپ نے اس دنیا میں اچھے کام کئے ہوں گے تو آپ کی موت کے بعد کی زندگی بھی اچھی ہوگی اور اگر آپ نے اس دنیا میں کفر اور نافرمانی کی ہوگی تو موت کے بعد آپ کو ہمیشہ ہمیشہ تک تکلیفیں اور نقصانات اٹھانے پڑیں گے

عزیزانِ اسلام! اسلام کے عقائد میں دو باتیں بڑی ہی خاص ہیں' ایک ذاتِ خداوندی پر ایمان لانا اور دوسرے یوم آخرت اور موت کے بعد کی زندگی پر ایمان لانا - اگر اسلام کی عمارت سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا عقیدہ نکال دیا جائے - تو اس کی تمام عمارت ہی گر جاتی ہے - اسی طرح اگر کوئی شخص' خدا پر' اس کے فرشتوں پر' رسولوں پر اور کتابوں

بھی ایک ہے اور اُن کی اصل اور برادری بھی ایک ہی ہے۔ تیسرا اعتقاد یہ کہ ہمیں اس دنیا میں ہر ایک کام کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اس سے ہماری آخرت پر بُرا اثر نہ ہو۔ اس کے علاوہ اعمال میں نہایت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیئے اور نماز کے معنوں اور حکمتوں کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنا چاہیئے اور جو کچھ بھی ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، اس کا ایک حصہ لازمی طور پر خدا کی راہ میں قربان کرنا چاہیئے۔ اسلامی ممبری میں داخل ہونے کی پانچ ابتدائی شرطیں بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ بس جو لوگ ان پانچ اصولوں کو قائم کر کے قرآن پاک پر عمل کریں گے، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسلام کی تاریخ سے ثابت ہے کہ اب سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے بالکل ایسا ہی ہو گیا۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے قرآن پیش فرمایا تو چند غریب بے علم اور اونٹوں کو چرانے والے بدو آپ کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے پچاس ہی سال کے اندر اندر آدھی دنیا کو فتح کر کے کروڑوں انسانوں کو ہدایت کی راہ دکھادی۔ افسوس ہے کہ آج ہم مسلمان اب اسی راہ ہدایت سے غافل ہو گئے ہیں، ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم قرآن کو سچا مانتے ہیں حالانکہ جو کچھ بھی قرآن میں لکھا ہوا ہے، اس کا ہم کو کچھ بھی علم نہیں ہے۔ جب ہم قرآن کو جانتے ہی نہیں تو ہم سچا کس کو مانتے ہیں؟ اے عزیزان اسلام! اگر آپ دنیا اور آخرت میں پھر بامراد ہونا چاہتے ہیں تو آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ آپ قرآن کے اصولوں کا علم حاصل کریں اور پھر ان اصولوں پر عمل کریں۔ اس کے بعد یہ دنیا بھی آپ کی ہو گی اور آخرت بھی آپ کی ہو جائے گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اس وقت بہت مسلمان پوچھتے ہیں کہ وعدہ الٰہی کیوں پورا نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ تم فرمان الٰہی کو پورا نہیں کرتے۔ دیکھو جس قرآن نے چند شتربانوں کو تاجدار بنا دیا، اگر تم ۸ کروڑ مسلمان آج عمل کرو تو تم کیوں کامیاب نہ ہو گے۔ مختصر بات یہ ہے: شرط ایمان پوری کر دو اور ورثہ اسلام حاصل کر لو۔

سبق ۱۸ - کامیابی

اُولٰئِكَ عَلٰی هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - اس آیت
میں تین لفظوں کے معنی یاد کریں - اولٰئک، ھُمْ اور ھِمْ تینوں کے معنی وہ سب
علیٰ ھُدًی کے معنی ہدایت پر اور مُفلِحُوْنَ کے معنی کامیاب اور بامراد جو اپنی منزل
پر پہنچ جائیں - ساری آیت کے معنی یہ ہوئے: یہی لوگ اپنے خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں
اور یہی لوگ ہیں جو مراد حاصل کرنے والے ہیں - سورۂ فاتحہ میں آپ نے دعا کی تھی اِھْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، اے اللہ ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے - سورۂ بقر میں سب
سے پہلے اسی دعا کا یہ جواب دیا گیا - ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ - یہ اللہ کی کتاب ہے
جس کا ہر اصول سچا اور یقینی ہے - بس، جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ زندگی کے تمام نقصانات
سے محفوظ رہ کر نہایت ہی بچ بچاؤ کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جائیں - یہ کتاب انہیں
منزل مقصود پر پہنچا دے گی - چونکہ ہر شخص زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں پرہیزگار رہوں اور
اس دنیا کے امتحانوں سے بچ کر منزل پر پہنچنا چاہتا ہوں - اس واسطے یہ بھی فرما دیا کہ وہ
پرہیزگار قوم جو اس قرآن کے ذریعہ سے، دنیا اور آخرت کی مرادوں کو حاصل کرے گی،
اُن کی زندگی کے پانچ اصول ہونے چاہئیں - تین اصول اعتقاد کے اور دو اصول اعمال
کے - پہلا اعتقاد یہ کہ اس دنیا کے علاوہ ایک اور غیب کی دنیا بھی موجود ہے اور ہمیں اُس
غیبی دنیا کو ہر وقت سامنے رکھ کر، اِس دنیا میں اپنا وقت گزارنا چاہئے اور کسی حال میں
بھی خدا کی ذات یا آخرت یا بہشت یا دوزخ کے متعلق اپنے حصے کو بھولنا نہیں چاہئے
دوسرا اعتقاد یہ کہ ہمیں خدا کے تمام نبیوں اور کتابوں کی سچائی پر یقین کامل ہونا چاہئے،
اور سمجھنا چاہئے کہ جس طرح خدا ایک ہے، اسی طرح تمام دنیا کے انسانوں کے لئے راہ نجات

ہے۔ اس میں سورۂ فاتحہ کی حیثیت ایسی ہے جیسے کہ کتاب کا دیباچہ - دوسری الگ الگ سورتیں ایسی ہیں جیسے کسی کتاب کی فصلیں اور باب - سورۂ بقر کی حیثیت ایسی ہے جیسے کہ دیباچہ کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے - پھر اس سورت کا پہلا جملہ ہی وہ ہے (ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ) جس میں قرآن کو ایک مرتب کتاب کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ پھر دوسرے جملے (ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ) میں بر محل یہ بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کے اتارنے کا مقصد کیا ہے؟ پھر اگلی تین آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ قرآنی قوم کی ممبری میں جو لوگ داخل ہوں گے، اُن کے داخلے کی شرائط کیا ہیں؟ پھر ممبروں کے بعد ہی غیر ممبروں کا ذکر شروع کر دیا گیا ہے۔ پہلے انکار کرنے والوں کا ذکر ہے اور ان کی ایک مثال ہے۔ پھر دورنگے منافقوں کا ذکر ہے اور ان کی حالت کے متعلق دو مثالیں ہیں۔ گویا اس طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ نزول قرآن کے بعد دنیا تین گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک گروہ قرآن کو مانے گا اور وہ کامیاب ہوگا۔ دوسرا انکار کر دے گا اور دنیا اور آخرت میں ناکام رہے گا اور تیسرا دورنگی پالیسی اختیار کریگا اور ذلیل کیا جائیگا۔ اب اوپر کی آیت میں انکار کرنے والوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ اے نبی! جن لوگوں نے قرآن سننے اور سمجھنے کے بعد یہ صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ ہم خدا، رسول اور قرآن میں سے کسی بھی چیز کو ماننے کے لئے تیار نہیں، آپ انہیں بے شک سمجھاتے جائیں گے مگر اُن کے لئے آپ کا سمجھانا اور نہ سمجھانا بالکل برابر ہے۔ وہ تو صاف انکار کر چکے ہیں، اب وہ کیا ایمان لائیں گے؟

یہاں تک منکرین اسلام کے جرم کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد اگلی آیت میں یہ بتایا جائیگا کہ خدا کے ہاں اس جرم کی سزا کیا ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حکم خدا کی اطاعت کی توفیق دے، ہمارا شمار خدا کے تابعدار بندوں میں ہو اور ہم انکار کے گناہ اور عذاب سے بچیں۔

سبق ۱۹ - کھلے باغی

اِنَّ	اَلَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	سَوَاءٌ	عَلَیْھِمْ	ءَ	اَنْذَرْتَ ھُمْ	اَمْ	لَمْ
بے شک	جو لوگ	انکار کیا	برابر ہے	اُن پر	یا	ڈرا دے تو اُن کو	یا	نہ

تُنْذِرْھُمْ ڈرا دے اُن کو۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

عزیزانِ اسلام! بیان مطالب سے پہلے ایک ضروری بات سمجھ لیجئے۔ اسلام سے پہلے دنیا والوں اور عرب والوں کی حالت بہت بری تھی، ہر طرف بت پرستی، لوٹ مار، شراب خوری جہالت اور نا اتفاقی کا بازار گرم تھا اور انسان، انسان کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ اِس وقت خداتعالیٰ نے ہدایت خلق کے لئے ہمارے نبی کو بھیجا اور ۴۰ سال کی عمر میں آپ پر قرآن کی آیتیں نازل ہونا شروع ہوئیں۔ اُس زمانے میں جیسے کچھ حالات پیش آتے تھے، اُنہی کے مطابق قرآن کی آیتیں آتی تھیں، جب لڑائی کا زمانہ آیا تو جہاد کی آیتیں آئیں سفر جنگ میں کسی نے ناحق حضرت عائشہ صدیقہ رضی پر بہتان لگا دیا تو اُن کی بریت کی آیتیں آگئیں کسی کافر نے کوئی سوال کر دیا تو اس کے جواب کی آیتیں آگئیں، مختصر یہ کہ رسولؐ خدا کی زندگی میں جیسے کچھ اِدھر اُدھر کے واقعات پیش آتے تھے، اُنہی کے مطابق بغیر کسی ترتیب کے قرآن کی آیتیں نازل ہو جاتی تھیں اب اگر ان آیتوں کو اِسی طرح بلا ترتیب جمع کر لیا جاتا تو بعد کے مسلمانوں کو یہ بے ترتیب آیتوں والا قرآن کچھ بہت ہی گڑبڑ سا معلوم ہوتا۔ صداقت قرآن کی یہ کتنی عجیب دلیل ہے کہ قرآن کی آیتیں نازل تو ہوتی تھیں، مقامی لوگوں کے لئے وقتی حالات کے مطابق۔ مگر رسولؐ خدا ان آیتوں کو جمع اس طرح فرماتے تھے کہ گویا آیندہ نسلوں کے مطالعہ کے لئے ایک مرتب کتاب بنائی جا رہی ہے۔ اب اِسی مرتب کتاب کی صورت میں قرآن آپ کے سامنے

عام انسانوں کی طرح ان سے بھی انسانیت کی امید رکھی جاسکتی ہے، تو اسے نبی! اصل واقعہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے کہ خدا کے قانون میں ہر غلطی کے لئے ایک قطعی سزا مقرر ہے اگر کوئی شخص آگ میں کود جائے تو ہم اسے جلا دیتے ہیں۔ اگر زہر کھا جائے تو ہم اسے ہلاک کردیتے ہیں۔ روحانی اور قومی جرموں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ جب کوئی شخص یا پارٹی روحانی اور قومی جرم کرتی ہے تو انہیں بھی ہماری طرف سے ویسی ہی مقررہ قومی اور روحانی سزائیں مل جاتی ہیں۔ مثلاً جو شخص یا جماعت اصول حق کو اپنی ضد، عناد، نفسانیت اور دھڑہ بندی پر ذبح کر ڈالتی ہے تو اس بدکاری کے عوض ہم انہیں دو سزائیں دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی عقل فنا ہو جاتی ہے، کان بند ہو جاتے ہیں اور آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ دنیا اور آخرت میں مصیبتیں بھگتے ہیں۔ اب آیت کا ترجمہ یاد کیجئے:۔

خَتَمَ اللّٰهُ	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ	وَّلَهُمْ
مہر کردی اللہ نے	اوپر دلوں ان کے	اور اوپر آنکھوں ان کے پردہ	اور واسطے ان کے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ دکھ کی مار۔ کئی لوگوں نے اس آیت کے متعلق کئی قسم کی بے کار بحثیں شروع کردی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب خدا نے کافروں کے دلوں پر مہر کردی تو پھر ان کا گناہ ہی کیا ہے؟ حالانکہ اصل واقعہ اس کے خلاف ہے۔ ذکر یہاں ان لوگوں کا ہے جنہوں نے قرآن کو سننے اور سمجھنے کے بعد اپنی خود پرستی، ضد، نفسانیت اور دھڑہ بندی سے اندھے ہو کر یہ صاف کہہ دیا ہے کہ ہم خدا، رسول اور قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب اگر جلتے ہوئے تنور میں کودنے سے کسی شخص کا جسم جل جاتا ہے تو یہ لوگ جو نفسانیت اور دھڑہ بندی کی بھٹی میں خود ہی کود رہے ہیں، ان کی عقل، دماغ، آنکھیں اور کان کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ یاد رکھئے کہ یہ حق سے انکار کرنے کا جرم اور سزا صرف مکہ کے کافروں تک محدود نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں دونوں کے نشان الگ الگ بیان کر دیئے ہیں جو شخص جیسے نشانات صادق آئیں وہ اپنے آپ کو اسی جماعت میں سمجھے۔

سبق ۲۰ - انجام بغاوت وانکار

عزیزان اسلام! تمام دنیا کے انسان شرک، گناہ، نااتفاقی، جہالت اور ظلم کی مصیبتوں سے تڑپ رہے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خلق خدا کو اسلام اور قرآن کے حکموں پر چلنے کی دعوت دی - اس پر بعض لوگ آپ کے ساتھ ہوگئے اور ایمانداری کے ساتھ حکم خداوندی پر چلنے لگے - اور بعض لوگوں نے کھلم کھلا انکار کردیا اور صاف کہہ دیا ہے کہ ہم لوگ خدا کو، رسول کو، قرآن کو اور قیامت کو ہرگز ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں - ان لوگوں نے نہ یہ سوچا کہ سچ بات کیا ہے؟ نہ یہ سوچا کہ مخلوق خدا کا فائدہ کس بات میں ہے! نہ یہ سوچا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کتنی اچھی اور مبارک ہے! انہوں نے ان سب باتوں سے آنکھیں بند کرکے ضد، ہٹ دھرمی، دھڑہ بندی، ذاتی نمائش اور کبر و غرور کے زیر اثر یہ اعلان کردیا کہ ہم اسلام اور مسلمانوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اور نہ رسول خدا کو اسلام پھیلانے دیں گے - یہ باغی جماعت اپنی ضد، عناد، نفسانیت، مخالفت اور دھڑہ بندیوں میں اس درجہ غرق ہوئی کہ انہوں نے انسانیت، شرافت اور اخلاق کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا اور اسلام کو مٹانے کے لئے اپنے جان، مال اور اولاد تک کی بازی لگا دی - اب قرآن میں انہی لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے - چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے نبی! یہ لوگ اپنی ضد، نفسانیت اور دھڑہ بندی میں اس حد تک اندھے ہو چکے ہیں کہ اب آپ انہیں سمجھائیں یا نہ سمجھائیں یہ کچھ بھی اثر قبول نہیں کریں گے، اس لئے کہ ان لوگوں کی اپنی سیاہ کاریوں اور نفس پرستیوں کے باعث، ان کی انسانی حالت ہی اب مسخ کردی گئی ہے - آپ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ان لوگوں کے پاس دل، دماغ، کان اور آنکھیں موجود ہیں، اس واسطے

پر ایمان لائے، ہم تو سچے مومن ہیں، ہم تو تمہارے بھائی ہیں، خادم ہیں، ساتھی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب ان کا زبانی جمع خرچ ہے، مسلمانوں کو چاہیئے کہ کبھی اس قسم کے سبز باغ دکھانے والے لوگوں سے دھوکا نہ کھائیں۔

عزیزان اسلام! قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ منافق لوگ، کافروں سے بہت زیادہ بدتر ہیں۔ کافر لوگ کھلے ہوئے باغی ہیں اور وہ اپنی دشمنی مسلمانوں سے چھپاتے نہیں ہیں بلکہ دلیری سے ظاہر کر دیتے ہیں مگر یہ منافق لوگ اسلام کے چھپے دشمن ہیں۔ یہ اصلی سانپ ہیں یہ دوستوں کے لباس میں آتے ہیں اور زبانی جمع خرچ کر کے مسلمانوں کے دلوں میں گھس جاتے ہیں اور پھر ہاتھ چھپا کر اندر ہی اندر سے کافروں، مشرکوں اور انگریزوں وغیرہ سے ملکر اسلامی حقوق کو ذبح کر ڈالتے ہیں۔ قرآن نے اس قسم کے چھپے باغیوں کی تمام نشانیاں کھول کھول کر بیان کی ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان ان لوگوں سے اچھی طرح آگاہ ہو جائیں اور ان کے تعلقات سے بچ جائیں۔ عزیزان اسلام! آپ یہ مت خیال کیجئے کہ اس وقت آپ لوگوں میں منافق لوگ موجود نہیں ہیں۔ رسول اللہ کے زمانے کے منافق تو انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے مگر اس وقت اسلام کے حلقے میں منافقوں کی تعداد اس قدر بڑھ چکی ہے کہ آپ کسی طرح اُن کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ آپ میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دل سے خدا کو نہیں مانتے اور قرآن کو ایک حقیر کتاب خیال کرتے ہیں: جب گھر میں یہ لوگ ہوتے ہیں تو نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں، جب یہ لوگ اپنے یاروں کی جماعت میں بیٹھتے ہیں تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے احکام شرعی کا خوب مذاق اڑاتے ہیں مگر ان سب حرکتوں کے باوجود، وہ مسلمانوں کے جلسوں، جمعوں اور انجمنوں کے چودھری بنے ہوئے ہیں۔ مجمع میں تو مسلمانوں سے بڑی ہمدردی ظاہر کرتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں مگر دراصل نماز، روزہ وغیرہ پر ان کا کچھ بھی عقیدہ نہیں ہے۔ اگر آپ ان کے زبانی جمع خرچ کا ان لوگوں کے اندرونی عملوں سے مقابلہ کریں تو آپ کو ان کا نفاق صاف نظر آ جائیگا، انہیں قرآن کی روشنی میں پہچان کر ان سے بچنا چاہئے۔

سبق ۲۱ ۔ چھپے باغی

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اور بعض لوگ جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور ساتھ دن آخرت کے

وَمَا هُمْ اور نہیں وہ لوگ، بِمُؤْمِنِيْنَ مومنوں میں۔ ناس کے معنی لوگ۔ یقول کے معنی کہتے ہیں۔ مَا ، لَا یا لَمْ کے معنی نہیں۔ عزیزان اسلام! مومنوں اور کافروں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اُن کی نشانیاں بھی بتائی جا چکی ہیں۔ اب اس آیت سے منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق خدا کو اسلام کا بلاوا دیا تو کئی لوگ اسلام لے آئے۔ اور کئی لوگوں نے صاف انکار کر دیا اور کئی لوگوں نے جو اپنے آپ کو بڑا چالاک، سیاسی مدبر اور پالیسی باز سمجھتے تھے، زبان سے یہ اعلان کر دیا کہ ہم خدا اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں، مگر اپنے دل میں یہ خیال جما لیا کہ یہ مسلمان لوگ بڑے سادہ لوح اور بے وقوف ہیں، اگر یہ کامیاب ہو گئے تو ہم کہیں گے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ تھے۔ لیکن اگر یہ کامیاب نہ ہوئے تو ہم کافروں کے سامنے صفائی پیش کر دیں گے کہ تمہیں بالکل غلط فہمی ہوئی ہے، ہم تو تہ دل سے تمہارے ساتھ تھے اور اب بھی تمہارے ہی ساتھ ہیں۔ اس آیت سے ایسے ہی لوگوں کا ذکر شروع ہے۔ چونکہ یہ جماعت اسلام کے لئے کافروں سے بھی زیادہ خطرناک تھی اس واسطے سارے قرآن میں جا بجا نہایت تشریح کے ساتھ ان لوگوں کا پردہ کھولا گیا ہے اور ابھی اسی رکوع میں مومنوں کا ذکر چار آیتوں میں ہے، کافروں کا ذکر صرف دو آیتوں میں ختم کر دیا گیا ہے مگر منافقوں کا بیان ۱۳ آیتوں میں ختم ہوا ہے۔ اوپر کی آیت میں منافق آدمی کی پہلی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ زبان سے جمع خرچ کرنا خوب جانتا ہے، جب آپ اُن سے ملیں گے، وہ فی الفور یہ کہہ دیں گے، اٰمَنَّا بِاللّٰهِ، ہم اللہ پر ایمان لائے، وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، ہم آخرت

ہر وقت اپنی غرض کے پیچھے دوڑ لگاتے ہوئے دیکھیں گے۔ جب اُسے غرض ہوگی تو وہ نمازیں پڑھے گا، روزے رکھیگا، علمائے اسلام سے ملیگا، کانفرنسیں اور جلسے کریگا، مضمون چھاپے گا، تقریریں کرے گا، چندے دے گا۔ مگر ان کاموں کو وہ اپنا قومی اور اسلامی فرض سمجھ کر نہیں کرے گا بلکہ صرف اُس وقت کرے گا جبکہ اُس کی غرض آ پڑے۔ مگر مرد مومن، یہ سب کچھ ہمیشہ کریگا، ہمیشہ کرتا رہیگا، خواہ ممبر بننے کا وقت ہو یا نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ ان کاموں کو خدا کی طرف سے اپنا ایک دائمی فرض سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ منافق لوگ، ظاہرا حالت میں تو صرف عام مسلمانوں ہی کو دھوکا دیتے ہیں مگر قرآن کہتا ہے کہ اُن کی اِس دھوکا بازی سے اصل بات یہ ثابت ہو جاتی ہے کہ اُن کا خدا تعالیٰ پر، اس کے رسول پر اور یوم آخرت پر ذرا بھی ایمان نہیں ہے۔ کیونکہ اگر خدا اور آخرت پر اُن کا ایمان ہوتا تو وہ بڑی آسانی سے یہ سمجھ لیتے کہ جو شخص کسی دوسرے سے دھوکا بازی کرتا ہے، وہ دراصل اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں جماعت اسلام سے فریب کاری کرنے کو، خود خدا سے فریب کاری کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ تاکہ منافق لوگ اپنے جرم کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پہلی کتابوں میں بھی منافقت کو بہت بُرا قرار دیا گیا ہے۔ تالمود میں ہے کہ "جو شخص منافقت برتتا ہے وہ دنیا پر غضب لاتا ہے، اُس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور جو بچے ابھی رحم مادر میں ہیں، وہ بھی اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کی جگہ جہنم میں ہے"۔ متی کی انجیل میں منافقوں کے متعلق کہا گیا ہے "تم پر افسوس کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور نجاستوں سے بھری ہوئی ہیں"۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو منافقت کے اس مہلک مرض سے محفوظ رکھے۔

سبق ۲۲ - فریب کاری

یُخٰدِعُوْنَ	اللّٰہَ	وَ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَ مَا	یَخْدَعُوْنَ	اِلَّآ
وہ دھوکا دیتے ہیں	اللہ کو	اور	اُن کو جو	ایمان لائے	اور نہیں	دھوکا دیتے	مگر

اَنْفُسَھُمْ اپنے نفسوں کو، وَمَا یَشْعُرُوْنَ اور نہیں وہ سمجھتے۔

خدع، دھوکا دینے کو کہتے ہیں، لہذا یخدعون کے معنی، وہ دھوکا دیتے ہیں اسی طرح شعور سمجھنے کی طاقت کو کہتے ہیں اس لئے مَا یَشْعُرُوْنَ کے معنی، وہ سمجھتے نہیں ہیں۔ عزیزان اسلام! منافقوں کی پہلی نشانی یہ بتائی ہے کہ یہ لوگ اپنے دل میں تو کچھ اور بات رکھتے ہیں مگر زبانی جمع خرچ کچھ اور کرتے ہیں۔ اب یہ بتایا گیا ہے کہ اس فعل سے اُن کا اصل مقصد دوسرے لوگوں کو دھوکا دینا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے کہ منافق کا ظاہری لباس بہر حال مومنوں جیسا ہوتا ہے اور وہ نہایت چالاکی کے ساتھ اپنی ظاہری حالت ایسی رکھتا ہے کہ ہر دیکھنے والا اُس کے متعلق یہی سمجھتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں سے ایک مسلمان ہے۔ وہ نمازیں پڑھتا ہے، اسلام کی خیر خواہی کا دم بھرتا ہے، اپنی دینداری اور وفاداریٔ اسلام کی نمائش لگاتا ہے اور وہ اسلامی مجالس جو صرف تقریریں کرنے یا صرف ریزولیوشن پاس کرنے کے لئے بلائی جاتی ہیں وہ اُن میں اپنی تیغ زبان کے جوہر بھی دکھاتا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوگا کہ ایسی صورت میں مومن اور منافق میں فرق کر دینے والی اصل کونسی ہے؟ آپ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مومن اور منافق میں فرق کر دینے والی اصل چیز، دونوں کی نیت ہے۔ مرد مومن، اس ظاہری دنیا میں جو کچھ بھی کرتا ہے، خدا کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہے۔ مگر منافق آدمی اگرچہ کام تو وہی کرتا ہے مگر کرتا اپنی غرض، شان، شیخی اور مفاد کے لئے ہے۔ آپ منافق کو

پہلے مدینہ کے لیڈر سمجھے جاتے تھے اور جو سالہا سال تک یہودیوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے باعث اپنے آپ کو بڑا ہی ہوشیار اور چالاک سمجھتے تھے، منافقت کا لباس بدل کر اسلام کو تباہ کرنے کی ٹھان لی ہے۔ مکہ کے کافر بھی اسلام کو مٹانا چاہتے تھے، کافر یہ بھی تھے اور کافر وہ بھی تھے۔ مگر مکہ والوں نے دلیری کے ساتھ اپنی دشمنی اور عناد کو ظاہر کر دیا تھا مگر مدینہ میں چونکہ پہلے ہی دن اسلام کی قوت قائم ہو گئی تھی اس واسطے مدینہ کے کفار نے دورنگی پالیسی اختیار کر لی۔ وہ اصل چیز جو انہیں ستا رہی تھی یہ تھی کہ اسلام نے مدینہ میں پہنچ کر اُن کی لیڈری کو ختم کر دیا تھا۔ اس واسطے ظاہراطور پر تو یہ لوگ مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے مگر درپردہ یہودیوں اور کافروں کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور صرف اپنی خودغرضی، نفسانیت اور لیڈری کی خاطر خدا سے بھی جلتے تھے، رسول سے بھی جلتے تھے اور اسلام، ورمسلمانوں سے بھی جلتے تھے۔ اوپر کی آیتوں میں خدا تعالیٰ نے اِن کی اِسی جلن حسد اور رقابت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ کفر، جلن اور حسد کی بیماری آگ کی طرح اِن کے دلوں کو لگی ہوئی تھی، ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اسلام کو فتح پر فتح دے رہی ہیں اور دوسری طرف ان منافقوں کی جلن بڑھتی جاتی تھی اور بیماری زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ یہاں اس آیت میں خدا تعالیٰ نے منافقوں کی قسمت کا فیصلہ بھی بیان کر دیا ہے اور وہ فیصلہ یہ ہے، منافقت ایک ایسی بیماری ہے جس کا دکھ کم نہیں ہوتا اور آخری نتیجہ اِس کا منافق کی بربادی ہے۔ پہلے یہ بیان ہوا کہ منافق، زبانی جمع خرچ بہت کرتا ہے، دھوکا باز ہوتا ہے اور اب بیان کیا گیا ہے کہ اُس کے دل میں کفر کا، جاہ طلبی کا، لیڈر بننے کا اور حسد و عناد کا روگ بھی چھپا ہوتا ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان ہلاکت انگیز بیماریوں سے بچائے اور ''رنگدار مسلمان'' بننے کی بجائے صاحب اخلاص مسلمان بننے کی توفیق بخشے۔

سبق ۲۳ - غرض پرستی کا مرض

فِیْ قُلُوْبِ هِمْ مَرَضٌ | فَ زَادَ هُمُ اللّٰہُ مَرَضاً
بیچ دلوں اُن کے بیماری ہے | پس زیادہ کردی اُن کو اللہ نے بیماری
وَ لَ هُمْ اور واسطے اُن کے، عَذَابٌ اَلِیْمٌ دردناک عذاب ہے۔

عزیزان اسلام! اس آیت میں بھی منافقوں ہی کا ذکر ہے۔ آپ کے خیال میں آتا ہوگا کہ جب مسلمانوں کو دھوکا دینا اتنا بڑا جرم ہے کہ گویا انہوں نے خود خدا کو دھوکا دیا۔ اور دھوکا دینے کا اصل نقصان بھی خود دھوکا دینے والے ہی کو پہنچتا ہے تو پھر یہ منافق مسلمانوں کو کیوں دھوکا دیتے ہیں اور اس سے کیوں اپنا نقصان کرتے ہیں؟ آج کی آیت میں خدا تعالیٰ نے اس سوال کا جواب دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے: فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ۔ ان منافقوں کے دل میں کفر و عناد اور پیغمبر اسلام سے حسد اور جلن کی بیماری ہے۔ اور چونکہ یہ اپنی بزدلانہ پالیسی، دورنگی چالوں اور منافقانہ سیاسیات کے بھروسے پر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اسلام کی قوت کو توڑ دیں گے، اس واسطے یہ جتنی زیادہ منافقت کرتے ہیں، اتنا ہی ان کے حسد اور جلن کی بیماری اور بڑھتی جاتی ہے اور جس کا نتیجہ صرف یہ نکلنے والا ہے کہ یہ لوگ دردناک عذاب کی چکی میں پیس دیئے جائیں گے۔

عزیزان اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ نبی ہونے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ برس تک مکے میں رہے، یہاں مسلمانوں کا مقابلہ صرف اُن لوگوں سے تھا جنہوں نے کھلم کھلا یہ کہہ دیا تھا کہ ہم خدا اور رسول کو سچا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مکہ کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی، مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے، یہاں پہنچتے ہی مسلمانوں کی طاقت قائم ہوگئی اس واسطے یہاں کے کفار نے جو مسلمانوں کے آنے سے

وغیرہ کے غلام بن جاتے ہیں، اُن کے اشاروں پر ناچتے ہیں، اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور پھر اپنی دشمنان اسلام کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کے لئے اُن کی مرضی کے مطابق قانون بھی بنواتے ہیں، پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں، چندے بھی دیتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی گردنیں بھی کٹواتے ہیں۔ سچی اور پکی بات صرف اتنی ہے کہ ان لوگوں کی یہ سب فساد انگیزیاں صرف اپنی خود غرضی اور مطلب برآری کے لئے ہوتی ہیں مگر قوم میں پہنچ کر یہ لوگ ہمیشہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں، قوم کے فائدے کے لئے کر رہے ہیں۔ ہم فسادی نہیں ہیں، بلکہ اصلاح کرنے والے قوم پرور اور اسلام پرست ہیں۔ منافقین کی شرارت اور سیاہ دلی کا یہ کمال ہے کہ یہ لوگ نام تو رکھتے ہیں اتحاد و اتفاق کا، قومی حقوق کی حفاظت کا اور اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا۔ مگر کام یہ کرتے ہیں، اسلام کو مٹانے کا، دشمنان اسلام کی سلطنتوں کو مضبوط کرنے کا، غریب مسلمانوں کے حقوق کو بیچنے اور اپنا اُلّو سیدھا کرنے کا۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جس وقت بھی لیڈرانِ نفاق سے یہ کہا جاتا، لَا تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ، اے خدا کے بندو! تم کیوں قوم اور ملک میں فساد پھیلاتے ہو تو وہ لوگ فوراً کانوں پر ہاتھ رکھ دیتے تھے اور بڑے ہی عابد، زاہد، قوم پرور اور اسلام پرست اور قومی حقوق کے محافظ بن کر بڑی بڑی صفائیاں پیش کرتے تھے اور یہ کہنے لگتے تھے: اے دوستو! توبہ کرو، اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ہم صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ یقین کیجئے کہ بس ایسے ہی لوگ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ آپ ان سے بچ جائیے، پھر اسلام کو شکست کبھی نہیں ہو سکتی۔ اے عزیزان اسلام! آپ ہندوستان کے صورت حالات پر نظر کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ ملک کے ہر گوشے میں منافقت کا وہی کھیل کھیلا جا رہا ہے جو پیغمبر اسلام اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ میں کھیلا گیا تھا۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس اُمت کو منافقت کے فتنے سے بچائے۔

سبق ۲۴ - اِصلاح کی آڑ میں فساد

قَالُوا، اِنَّمَا، نَحنُ	لا، تفسدوا، فِی، الارض	وَ، اِذَا، قِیلَ، لَ ھُم
کہتے ہیں، یقیناً، ہم	نہ، تم فساد کرو، اندر، زمین کے	اور، جب، کہا جائے، واسطے اُن کے

مُصلِحُونَ، اصلاح کرنے والے ہیں۔

عزیزانِ اسلام! اس آیت میں گروہ منافقین کی اس بدترین چال کا پردہ فاش کیا گیا ہے جس سے دنیا بھر کی مخلص جماعتوں کو ہمیشہ سب سے بڑا نقصان پہنچتا رہتا ہے۔ اگرچہ منافقین کی اس بدترین گہری چال سے ہزارہا مخلص لوگ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں مگر وہ اس کا علم نہیں رکھتے۔ اس واسطے خداوند پاک نے منافقوں کے اس آخری ہتھیار کو بھی بالکل شکستہ کر دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ منافقوں کا اصلی مطلب صرف ایک ہوتا ہے اور وہ یہ کہ سادہ لوح اور صاف دل لوگوں میں نفاق اور فساد کی آگ بھڑکا کر اپنا اُلو سیدھا کیا جائے۔ اس معاملے میں ان کی سب سے بڑی نامرادی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اصلاح کی آڑ سے کر فساد برپا کراتے ہیں۔ وہ جب بھی غیر طاقتوں کے پاس اپنی قوم کو بیچنے جاتے ہیں تو سب سے پہلے خود قوم پروری یا اسلام پرستی کا لباس پہن لیتے ہیں اور ساتھ ہی قومی حقوق کی حفاظت کے لئے بہت ہی لمبے چوڑے دعوے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے دلی خیرخواہ ہیں ہم اسلام کی قوت اور ترقی کے لئے مرے جا رہے ہیں، ہم دشمنانِ اسلام کی شرارتوں کا پتہ لگانے کے لئے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے غیر طاقتوں سے ملتے ہیں اور اُن سے تعاون کر کے مسلمانوں کا فائدہ کراتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ نہیں ہے۔ اصل بات صرف یہ ہے کہ یہ منافق لوگ اپنی غرض کے بندے ہوتے ہیں، انہیں اسلام اور مسلمانوں سے کچھ بھی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ لوگ صرف اپنی غرض کے لئے انگریزوں، یہودیوں اور ہندوؤں

کے خلاف پروپیگنڈا کرتے اور انہیں یقین دلاتے کہ ہماری طرح مدینہ کے بے شمار لوگ دلی طور پر تمہارے ساتھ ہیں، تم جب بھی مدینہ پر حملہ کرو گے، ہم مسلمانوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے یہ بدبخت لوگ مسلمان بن کر مسلمانوں سے خبریں نکالتے اور انہیں کفار تک پہنچاتے۔ اِدھر کی باتیں اُدھر لے جاتے اور اُدھر کی باتیں اِدھر لے آتے اور اس طرح فریقین کی دشمنی کو ہر وقت تازہ رکھتے۔ اگر مسلمانوں میں کوئی معمولی بدمزگی یا کمزوری ہو جاتی تو اُسے خوب اُچھالتے اور بھڑکاتے۔ رسولؐ خدا پر الزام لگانے سے بھی نہیں چوکتے، کئی دفعہ ملکی اور غیر ملکی یا حسب نسب کی بڑائی کا سوال پیدا کرکے مسلمانوں میں نااتفاقی کرا دیتے۔ یہود مدینہ اور کفار مکہ کی سازشوں میں برابر شریک رہتے۔ مگر جب کبھی یہ باتیں ظاہر ہو جاتیں تو یہ بدبخت اُسی وقت بالکل صاف مکر جاتے تھے، بہانے کرنے لگتے تھے، قسمیں کھا جاتے تھے، اپنی باتوں کی تاویلیں کرنے لگتے تھے اور اپنی صفائی پیش کرکے مسلمانوں کو یقین دلا دیتے تھے کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، ہم تو جو کچھ بھی کر رہے ہیں، بس اسلام ہی کے لئے کر رہے ہیں۔

اے عزیزانِ اسلام! منافقین مدینہ کی ان کارروائیوں میں آپ کے لئے بڑا سبق ہے، سلئے کہ آج ہندوستان اور دنیائے اسلام میں ہر جگہ منافقین مدینہ ہی کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ آج ہر جگہ مسلمان، مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہیں، کفار کو خبریں پہنچاتے ہیں، فوجی بھرتی دیتے ہیں۔ غیروں کا آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ ایسے ہی لوگ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں، ان سے بچ جایئے پھر اسلام کو کبھی شکست نہیں ہوگی۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو منافقوں کے فساد سے بچائے اور ہم اُن کی ظاہرداری سے دھوکا نہ کھائیں۔ اے اللہ! ہم کو سچا مسلمان بنا۔ اے اللہ! ہمارا ظاہر اور باطن ایک کر دے۔

سبق ۲۵ - خالص فسادی

اَلَا اِنَّ ھُمْ سنو، بے شک وہ	ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ ہی فسادی ہیں	وَلٰکِنْ، لَّا یَشْعُرُوْنَ لیکن وہ احساس نہیں کرسکتے

پہلی آیت میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ منافقوں کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں جب قومی حقوق کو بیچنا ہو تو وہ محافظ حقوق کا چولا پہنتے ہیں۔ جب ملک میں فساد کرانا تو وہ آتفاق و اتحاد کی وعظیں کرتے ہیں۔ جب کسی اسلامی کام کو مٹانا ہو تو خیر خواہ بن کر اُس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ جب مسلمانوں کو الٹی چھری سے ذبح کرنا ہو تو آبِ حیات فروخت کرنے کے دعوے شروع کر دیتے ہیں اور کڑک کڑک کر یہ کہنے لگتے ہیں، اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ، اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ہم ہیں قوم کے فدائی، ہم ہیں قوم کے سپاہی اور ہم ہیں مسلمانوں کو درست کرنے والے۔ اب آج کی آیت میں خدا تعالیٰ نے انہی لوگوں کے متعلق فرمایا، اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔ اے صاف دل مسلمانو! خبردار ہو جاؤ، ان لوگوں کے متعلق خدا یہ اعلان کرتا ہے، ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ اصلی فسادی یہی ہیں، لیکن چونکہ یہ لوگ غرض پرستی کی وجہ سے اندھے ہو رہے ہیں، اس واسطے انہیں یہ شعور ہی نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ کیسے ذلیل، کمینہ اور اوچھے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ منافقین مدینہ ظاہرا طور پر مسلمانوں میں ملے ہوئے تھے مگر اُن کا اندرونہ اَور ہی کچھ تھا۔ یہ لوگ کفر کی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے کفار مکہ اور یہود مدینہ کو بڑی عزت اور خاطر داری سے ملتے۔ یہ اُن کی طاقت کو بڑھا چڑھا کر دکھاتے، اُن کے کاموں کی ہمت افزائی کرتے مگر اس کے خلاف مسلمانوں کی طاقت کا ذکر حقارت کے ساتھ کرتے۔ اسلامی فتوحات کو چھوٹا کرکے دکھاتے۔ غریب مسلمانوں سے دل شکنی کا سلوک کرتے۔ دشمنان اسلام میں رسول اللہ

پاؤں نہ رکھے۔ صحیح بات یہ ہے کہ منافق لوگ اس قسم کی بناوٹی اور رنگدار باتیں صرف اس خیال سے کیا کرتے ہیں کہ عام لوگ ہماری چالوں کو سمجھتے نہیں ہیں، اور یہ منطقی دلیلیں اور فرضی مصلحتیں جنہیں ہم اسلامی کاموں میں مردانہ وار شامل نہ ہونے کے جواز میں پیش کرتے ہیں، عام مسلمان ان پر ضرور یقین لے آئیں گے اور اس طرح مسلمانوں میں بھی ہماری بنی رہے گی اور غیر طاقتیں بھی ہمارے خلاف نہیں ہوں گی اور ہم دونوں طرف سے اپنے ذاتی فوائد برابر حاصل کرتے رہیں گے۔ قرآن کہتا ہے کہ بس یہی بات ان منافق لوگوں کی بے وقوفی اور رکیکنگی کی دلیل ہے، انہیں اتنی بھی سمجھ نہیں آتی کہ یہ دورخی چالوں سے، دونو جماعتوں کو کب تک خوش رکھ سکتے ہیں؟ ان کی دوسری بے وقوفی یہ ہے کہ یہ کام تو بزدلی اور خودغرضی کے کرتے ہیں اور قربانی سے ہر وقت دور بھاگتے ہیں مگر سمجھتے یہ ہیں کہ عام لوگ ہماری چالوں کو نہیں سمجھتے اس واسطے ہم نقصان سے بھی بچ جائیں گے اور مسلمانوں اور غیر طاقتوں سے فائدے بھی حاصل کرتے رہیں گے۔ عزیزان اسلام! آپ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اسلام کی عزت اور اقتدار کو جتنا نقصان منافقوں سے پہنچا ہے کسی اور طریقے سے نہیں پہنچا۔ رسول اللہ کے زمانے میں سچے مسلمانوں کو ڈانواڈول کرنے والے بھی یہی منافق لوگ تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، وہ بھی یہی منافق تھے پھر عہد عثمانی میں اسلامی نظام کو توڑنے والے اور خلیفۂ رسول کو شہید کرنے والے لوگ بھی یہی منافق تھے۔ انہی منافقوں نے دنیاپرستی کے لئے یزید کے دربار میں امام حسینؓ کو شہید کرایا۔ انہی منافقوں نے اکبراعظم کے عہد میں دین الٰہی ایجاد کیا۔ انہی منافقوں نے اہل یورپ کا آلۂ کار بن کر ترکی خلافت کو برباد کیا۔ اور اب بھی وہ تمام دنیا کے کتے جو پیٹ کیلئے غیروں کے پاس مسلمانوں کی جاسوسیاں کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ذبح کراتے ہیں۔ یہ اسلام کے لباس میں منافقت کا فرض ادا کر رہے ہیں، ان کی زبانیں اسلام کی خیرخواہ ہیں لیکن ان کے عمل مسلمانوں کو برباد کر رہے ہیں، مسلمانو! ان منافقوں کے حلیے کو اچھی طرح پہچان لو اور انہیں کبھی اسلامی کاموں میں داخل نہ ہونے دو۔

۲۶

سبق۔ پالیسی

قَالُوْا ، اَ ،	النَّاسُ	اٰمَنَ ،	کَمَا ،	اٰمِنُوْا ،	لَ ھُمْ ،	قِیْلَ ،	وَ ، اِذَا
کہنے لگتے کیا ،	لوگ	ایمان لائے ،	جیسے ،	ایمان لاؤ ،	واسطے اُن کے	کہا جاتا ہے	اور ، جب

نُؤْمِنُ ، کَمَا ، اٰمَنَ ، السُّفَھَآءُ	اَلَآ ، اِنَّ ، ھُمْ ، ھُمُ السُّفَھَآءُ
ہم ایمان لائے ، جیسے ، ایمان لائے ، بے وقوف	سنو ، بے شک ، وہ ، وہی ہیں بے وقوف

وَ الٰکِنْ مگر ، لَّا یَعْلَمُوْنَ جانتے نہیں ہیں۔

عزیزان اسلام! اس آیت میں نیا لفظ " سُفَھَآءُ " ہے جس کے معنی ہیں بے وقوف یا کم رتبہ عامی آدمی۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے، جب منافقوں سے کہا جاتا کہ تم صاف دلی کے ساتھ کیوں اسلام نہیں لاتے جس طرح کہ سب لوگ ایمان لاتے ہیں اور وہ یک رنگ ہوکر ظاہر و باطن میں اسلام کی حمایت کر رہے ہیں تو یہ منافق لوگ بڑے ہی معتبر بن کر اس سوال کا جواب یہ دیتے تھے کہ اے بھائی! ہماری مشکلات اور ہیں، ہماری پوزیشن اور ہے، ہماری مصلحتیں دوسری ہیں، ہم کو سب گرد و نواح کے حالات پر نظر رکھنا پڑتی ہے اگر ہم ایسا نہ کریں تو اسلام کو نقصان پہنچ جائیگا، اس واسطے ہم عامی بے وقوف لوگوں کی طرح، اسلام کو کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ ہم تو آہستہ آہستہ کام کریں گے۔ ہم اسلام کے سب کام درست کردیں گے مگر قاعدے اور ترتیب کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اچھی طرح سن لو کہ یہ لوگ جو اسلام یا اسلامی کاموں کے بارے میں پوزیشن، حالات، مشکلات اور مجبوریوں کے بہانے پیش کر دیتے ہیں اور یک رنگ مسلمانوں کو بے وقوف بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور پالیسی کا مالک سمجھتے ہیں، یہ خود ہی اصلی اور پکے بے وقوف ہیں اس لئے کہ عقل مند تو وہی ہو سکتا ہے جو ایک دھڑے میں شامل ہو اور دو کشتیوں میں

سبق ۲۸ - انجام نفاق

اَللّٰہُ	یَسْتَھْزِئُ	بِ	ھِمْ	وَ	یَمُدُّ	ھُمْ	فِیْ طُغْیَانِ ھِمْ
اللہ	ہنسی کرتا ہے	ساتھ	اُن کے	اور	ڈھیل دیتا ہے	اُن کو	اندر سرکشی اُن کی کے

یَعْمَھُوْنَ وہ بھٹک رہے ہیں۔

عزیزانِ اسلام! اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ منافق لوگوں کی چالاکیوں کا آخری انجام کیا ہوتا ہے؟ آپ یاد رکھئے کہ اس دنیا کی ہر بات کے لئے خدا کی طرف سے ایک قانون مقرر ہے۔ خدا کا ایک قانون یہ ہے کہ جو شخص آگ میں کود ے گا، جل جائیگا۔ خدا کا ایک اور قانون یہ ہے کہ جو شخص محنت کریگا، پھل پائیگا۔ خدا کا ایک اور قانون یہ ہے کہ جو شخص یا قوم، خدا کے احکام پر نہ چلیگی، زندگی اور آخرت میں نقصان اٹھائیگی خدا کے اس قانون کا نام "قانون مکافات" ہے۔ مکافات کے معنی ہیں بدلہ۔ اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا جیسا عمل ہوتا ہے' ویسا ہی اس کو بدلہ دیا جاتا ہے۔ ابھی کسی پچھلے سبق میں آپ نے یہ پڑھا تھا کہ جو لوگ خدا کو، رسول کو اور قرآن کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں' خدا تعالیٰ اُن کے احساسات مردہ کر دیتا ہے اور اُن کی عقلوں، آنکھوں اور کانوں پر مہریں لگ جاتی ہیں اور انہیں دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر منافقوں کے متعلق بھی کہا گیا کہ جو لوگ خدا کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں' ان کے دلوں میں کفر، عناد، حسد اور جلن کی بیماری ہے' لہٰذا ان کی سزا بھی یہی ہے کہ اُن کی یہ بیماری روز بروز بڑھتی چلی جائے گی اور وہ دکھوں کے عذاب میں پھنس جائیں گے۔ پچھلے سبق میں بھی یہی کہا گیا تھا کہ منافق لوگ جب مومنوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر جب دشمنانِ اسلام کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بالکل

سبق ۲۴ - دورنگی اور حیلہ پروری

وَ ، اِذَا ، لَقُوا ، الَّذِیْنَ ، اٰمَنُوْا | قَالُوْٓا ، اٰمَنَّا | وَ ، اِذَا ، خَلَوْا ، اِلٰی
اور ، جب ، ملتے ہیں اُن سے جو لوگ ، ایمان لائے | کہتے ہیں ، ہم ایمان لائے | اور ، جب ، تنہا ہوتے ہیں ، طرف

شَیٰطِیْنِہِمْ | قَالُوْٓا ، اِنَّا ، مَعَ ، کُمْ | اِنَّمَا ، نَحْنُ ، مُسْتَھْزِءُوْنَ -
اپنے شیطانوں کے | کہتے ہیں ، ہم ، ساتھی ہیں ، تمہارے | یقیناً ، ہم (تو) ، مذاق کرتے تھے (اُن سے)

عزیزان اسلام! اس آیت میں پھر منافقوں کا ذکر ہے۔ جب یہ لوگ مسلمانوں سے ملتے تھے تو اسلام پرستی کے بڑے بڑے دعوے کرتے تھے مگر مسلمانوں سے نکل کر جب قریش مکہ اور یہود کے لیڈروں کے پاس جاتے تھے تو وہاں پھر اپنی صفائی پیش کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، آپ ہم سے بدگمان نہ ہوں، ہم مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں، ہم تو انہیں صرف بے وقوف بنا رہے ہیں۔ اس آیت میں منافقوں کی تین نشانیاں اور بتائی گئی ہیں اول یہ کہ وہ دونو طرف مارکرتے ہیں، جس مجلس میں جاتے ہیں، اُسی کی ہمنوائی کرنے لگتے ہیں۔ دوم یہ کہ بزدل ہوتے ہیں، بے ضمیر ہوتے ہیں، بے اصول ہوتے ہیں، ابھی کچھ کہتے ہیں اور ابھی کچھ اور کہنے لگتے ہیں۔ سوم یہ کہ صفائی پیش کرنا خوب جانتے ہیں اور حیلے بہانے خوب گھڑ لیتے ہیں، کہیں یہ کہتے ہیں کہ اجی توبہ کرو، ہم انہیں بہکاتے تھے، کہیں یہ کہتے ہیں، ہم نے اُن کا دل معلوم کرنے کے لئے ان کی موافقت کی تھی۔ کہیں یہ کہہ دیتے ہیں، ہمارا اُن کے متعلق ذرا سا کام پھنسا ہوا تھا۔ افسوس کہ اب یہ ساری عادتیں مسلمانوں میں گھر کر رہی ہیں۔ انگریز، کانگرس، لیگ اور الیکشنوں اور کمیٹیوں کے جھگڑوں میں بےشمار مسلمانوں نے منافق بن کر کام نکالنے کو ہنر سمجھ لیا ہے۔ ہمیں لوگ ایک طرف تو تقریریں کرتے ہیں اور دوسری طرف خبر دینے کے لئے غیروں کے پاس بھی پہنچ جاتے ہیں۔ کاش، ہمیں ان دورنگیوں کا انجام معلوم ہوتا۔

سبق ۲۹۔ سوداگرانِ نفاق کی ناکامی

فَ، مَا، رَبِحَتْ، تِجَارَتُ	اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی
پس، نہ، نافع ہوئی، تجارت	یہی ہیں جنھوں نے خریدی گمراہی بدلے ہدایت کے

هُمْ اُن کی۔ وَمَا اور نہ۔ کَانُوْا وہ ہوئے۔ مُهْتَدِیْنَ منزل پر پہنچنے والے۔

عزیزانِ اسلام! اس آیت میں منافقوں کو جھوٹے سوداگروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ منافق لوگ اپنے آپ کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خوب چلتے پرزے ہیں، پالیسی باز ہیں، ہم مسلمانوں کے بھی خوب لیڈر بنے رہتے ہیں اور غیر اسلامی طاقتوں سے بھی خوب میل ملاپ رکھتے ہیں، اب ہمارے مفاد کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اگر مسلمان جیتے تو پھر بھی ہم لیڈر رہیں گے اور اگر کفار کی فتح ہوئی تو وہ بھی ہمیں کو خطاب، مربے، کرسی اور سرداری دیں گے مگر خدا کہتا ہے کہ منافق لوگوں کی یہ تمام رام کہانی غلط ہے۔ اگر یہ خلوص سے مسلمان بن جاتے تو ہدایت بھی پا جاتے اور اسلام کے ساتھ اپنی دنیا اور آخرت کو بھی کامیاب بنا لیتے۔ مگر یہ ایسا نہیں کر سکے۔ یہ اپنی بدبختی سے صرف یہ کر رہے ہیں کہ یہ ہدایت کی جنس کو تو فروخت کر رہے ہیں، گمراہی کا مال خرید رہے ہیں۔ پھر ایسی تجارت سے ان کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ اور ایسی احمقانہ سوداگری سے یہ اپنی زندگی کے مقاصد میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟ یہ لوگ اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی دورنگی پالیسی سے اور کفار کے ساتھ ساز باز کر کے اسلام کو فنا کر دیں گے، مگر خدا کا فیصلہ یہ ہے، "وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ" یہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ عزیزانِ اسلام! اس آیت میں جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ منافق لوگ بھی کفار کی طرح مسلمانوں سے شکست کھائیں گے، وہاں منافقوں کی یہ ضروری نشانی بھی

تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو مسلمانوں کو یونہی بے وقوف بناتے تھے اور ان سے ہنسی کرتے تھے۔ اب اوپر کی آیت میں خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ منافق لوگ جو مسلمانوں کے ساتھ ہنسی کرتے ہیں، تو اس کے بدلے میں اُن پر بھی ضرور جگ ہنسائی ہوگی ؎ خدا اُن سے ہنسی کر رہا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ خدا اُن کی ہنسی کا بدلہ یہ دیتا ہے کہ اُن کی اپنی ہنسی ہوگی، دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی۔ دوم یہ کہ خدا اُن کو ڈھیل دیگا اور اس طرح اُن کی ہنسی ہنسی میں اُنکی سرکشی بڑھتی چلی جائے گی۔ سوم یہ کہ آخرکار وہ چاروں طرف بھٹکتے پھریں گے یعنی اسلام فتح مند ہو جائے گا، کفار مغلوب ہو جائیں گے اور اُس وقت یہ منافق لوگ نہ گھر کے رہیں گے اور نہ گھاٹ کے۔ یَعۡمَهُوۡنَ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت منافقوں کو کچھ سجھائی نہ دیگا کہ وہ کیا کریں؟ اور اُن کی یہ حالت دیکھ کر اُن کی عقل پر ساری دنیا ہنسی اڑائے گی۔ زبور باب ۵۹ کی ۸ ویں آیت یہ ہے "تو اے خدا! اُن پر ہنسے گا، تو ساری قوموں کو مسخرہ بنا دیگا؎ اسی طرح امثال باب اکی ۲۹ ویں آیت یہ ہے" "ازبسکہ میں نے بلایا، پر تم نے نہ مانا۔ میں نے اپنا ہاتھ لمبا کیا، پر کوئی متوجہ نہ ہوا...... تو میں بھی تمہاری پریشانی پر ہنسوں گا اور جب تم پر دہشت طاری ہوگی تو میں ٹھٹھے ماروں گا؎ یہاں اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اسلام کی فطرت، نفاق کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام، یک رنگی چاہتا ہے مگر منافقت دورنگی چاہتی ہے۔ اسلام، دلیری کا نام ہے مگر منافق سربسر بزدل ہوتا ہے۔ اسلام، سچائی کے ساتھ چلتا ہے، مگر منافق، پالیسی باز، مکار اور مصلحت پرست ہوتا ہے۔ اسلام، سربسر امن اور قربانی ہے مگر منافقت سر سے قدم تک فساد اور دنیا پرستی اور خود غرضی ہے۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو منافقت سے بچائے اور اسلام کو منافقوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ اے خدا! ہم کو سچا مسلمان بنا، اے خدا ہمیں توفیق دے کہ وہی کچھ ہماری زبان سے نکلے جو ہمارے دل میں ہو۔

سبق - دل کے اندھے

مَثَلُھُمْ کَ مَثَلِ | الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا | فَ لَمَّا اَضَاءَتْ مَا
مثال انکی ایسی مثال ہے | ایک شخص نے بھڑکائی آگ | پس جب روشن ہوگیا جو (تھا)
حَوْلَ ہٗ | ذَھَبَ اللّٰہُ بِ نُوْرِھِمْ | وَ تَرَکَ ھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ
گرد اس کا | لے گیا خدا ساتھ نور اُن کا | اور چھوڑا اُن کو اندھیرے میں
لَّا یُبْصِرُوْنَ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔

عزیزانِ اسلام! اس آیت میں منافقوں کی حالت ایک مثال کے ذریعہ سے واضح کی گئی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ منافقوں کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے آگ جلائی، جب اس آگ سے سب اردگرد کی چیزیں روشن ہوگئیں تو خدا نے اسی وقت منافقوں کو اندھا کردیا۔ اب وہ ہمیشہ کے اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں اور انہیں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے۔ یہ مثال قرآن کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔ ایک منافق آدمی یا گروہ کی زندگی کی جتنی بھی حالتیں ہوسکتی ہیں، یہ مثال اُن سب پر صادق آتی ہے۔ ہم مثال کے طور پر چند حالتیں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کا نور روشن کیا جس سے انسانی زندگی کے سب مسائل روشن ہوگئے اور سب آس پاس کے لوگ نورِ اسلام سے فائدہ اٹھانے لگے مگر منافق لوگ تو اسلام پر ایمان ہی نہیں لاتے تھے۔ اس واسطے اُن کی حالت یہ تھی کہ نورِ قرآن تو اُن کے سامنے تھا مگر آنکھیں اُن کی اندھی تھیں، لہٰذا اب وہ بھی اندھیرے ہی میں پڑے ہیں۔

۲۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا اُٹھایا، اسلام ہر طرف پھیل

بیان کی گئی ہے کہ یہ پست ہمت لوگ زندگی کے نیک اعمال، اور اعلیٰ مقاصد کو تو ضائع کر دیتے ہیں مگر بری چیزوں کے خریدار بنے رہتے ہیں۔ افسوس کہ اس ظاہر داری اور ٹیپ ٹاپ کے بازار میں، یہ نقصان دینے والی تجارت بھی اب ہم مسلمانوں میں بہت زیادہ پھیل رہی ہے۔ ہماری نظر میں، نیکی کی، سچائی کی، عبادت کی، خلوص کی، راستبازی کی اور علم و ہنر کی کوئی قدر باقی نہیں رہی۔ مگر جلسوں کی، تقریروں کی، ریاکاری اور نمائش کی، ٹی پارٹی کی، خطابات کی، غیروں کی عزت اور قبولیت کی بہت زیادہ قدر اور مانگ ہے۔ اسلام نے ہم کو سچائی، صاف گوئی اور خلوص نیت کا سبق دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمارا ظاہر اور باطن ایک ہونا چاہئے۔ مگر افسوس کہ ہم نے یہ قرآنی سبق تو بھلا دیا ہے، مگر اپنی گوری اور کالی سرکار سے ایک نئے قسم کا سبق سیکھ لیا۔ وہ سبق یہ ہے کہ ہمارے دل میں کچھ اور ہے اور زبان پر کچھ اور ہے۔ ہم ایمان کو بیچ رہے ہیں اور خطابوں اور ممبریوں کو خرید رہے ہیں۔ اور آہ کہ ہم نے اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد کو غیروں کی خوشنودی کے لئے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اے عزیزان اسلام! یقین کیجئے کہ اسی چیز کا نام منافقت ہے اور یہی معنی ہیں " اَلَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی " کے۔ اے کاش کہ اب بھی ہماری حالت درست ہو جائے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اسلام کا خلوص عطا فرمائے اور منافقت کی لعنت سے محفوظ رکھے۔ اور خود غرضی کی سوداگری سے بچے رہیں۔ ایمان بیچنا، ضمیر کی آواز کو دبانا، جھوٹ کو جھوٹ سمجھنا اور پھر بھی اس کی تائید کرنا، یہ سب منافقت کے کھیل ہیں۔ جو لوگ مردار دنیا کے لئے حق فروشی کر رہے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اُن کی کمائی ہوئی دنیا تو یہیں پڑے رہے گی مگر ایمان فروشی کا عذاب اُن سے کبھی دُور نہیں ہوگا۔ دعا کرو کہ خدا سب کو ہدایت دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیحد ضروری — **تحریکِ سیرت کا کام اور نظام** — خاص اپیل

تحریکِ سیرت کا کام اور نظام

تحریکِ سیرت کے مقاصد وہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقاصد تھے۔ تحریکِ سیرت کے کام کا طریق وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کام کا طریق تھا۔ سیرت کمیٹی کی آخری غرض یہ ہے کہ تمام دنیا کی قوموں اور زبانوں میں حضورؐ کے حالات کی اشاعت کی جائے۔

تمام اُمتِ مسلمہ نے ایک آواز سے اِس پاک مقصد کی حمایت کی ہے۔ غازی نادر شاہ، سلطان فیصل، مولانا عبد الظاہر امام خانہ کعبہ، شیخ الاسلام حکومت مصر، علامہ آل کاشف الغطا امام الشیعہ عراق، امیر شکیب ارسلان، محمد علی پاشا، ڈاکٹر اقبال، سید سلیمان ندوی ایسے لوگ سیرت کمیٹی کے کام کی تائید و تعریف فرما چکے ہیں۔ چند بزرگانِ اسلام کی رائیں ملاحظہ ہوں:۔

(۱) **سید ضیاء الدین طباطبائی سابق وزیر اعظم ایران**:۔ "سیرت کمیٹی کا کام ہر اس شخص کیلئے جو اسلام کی شوکت کو دیکھنا چاہے۔ ایک زندہ نمونہ ہے۔" (۲) **رسالہ پیشوا دہلی**:۔ "سیرت کمیٹی نے مسلمانوں سے ایک پیسہ چندہ لئے بغیر اس قدر عظیم الشان کام انجام دیا ہے کہ کسی آل انڈیا انجمن نے لاکھوں روپے جمع کر کے بھی انجام نہیں دیا۔" (۳) **سید امین الحسینی مفتی اعظم بیت المقدس**:۔ "سیرت کمیٹی کے کام پر صرف دنیائے اسلام ہی نہیں بلکہ خود اسلام بھی شکر گذار ہے۔" (۴) **مولانا حامد الانصاری مدیر "مدینہ" بجنور**:۔ "آپ نے اسلامی زندگی کی پہلی اور آخری منزل کو دریافت کرلیا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اپنے انفرادی وجود سے ہزار ہا انجمنوں کا کام انجام دے رہے ہیں۔" اب سیرت کمیٹی کی کارگذاری کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ ۲۵ زبانوں میں سیرتِ نبویؐ کی ۱۲ لاکھ کتابیں مفت تقسیم کرائی گئیں۔ ۵ سو اصلاحی مضامین کی ہزار کاپیاں متعدد زبانوں میں دنیا بھر کے اسلامی اخبارات کو بغرضِ اشاعت بھیجی گئیں۔ ۷ ہزار مساجد کو وقت کے مطابق خطباتِ عید مفت بھیجے گئے۔ اور خطباتِ عید کی ۵۰ ہزار اور علاج افلاس کی ۲۴ ہزار جلدیں صرف محصول ڈاک لیکر تقسیم کی گئیں۔ سیرتِ نبوی کے جاپانی ترجمہ کی ۵ ہزار کتابیں ٹوکیو میں چھاپکر اہل جاپان میں مفت تقسیم کی گئیں۔ اور اسلامک سوسائٹی ٹوکیو کو ہزار ہا کتابیں مفت بھیجیں۔

۲۔ تمام کرۂ زمین میں سیرت کا نظام قائم کیا گیا جس کی بدولت ۱۲ ربیع الاول کو دنیا کے گوشے گوشے میں اس قدر

گیا اور اسلام کی کامیابی سے سب اردگرد کے لوگ قسم قسم کے فائدے حاصل کرنے لگے۔ مگر منافقوں نے تو مسلمانوں کا ساتھ ہی نہیں دیا تھا۔ اس واسطے مسلمان تو فائدے اُٹھا رہے ہیں اور یہ منافق ہمیشہ کے لئے ذلّت کے غاروں میں پڑے ہوئے ہیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا کہ اب کیا کریں؟

۳۔ منافقوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے مسلمانوں اور کافروں کو بھڑکا کر جنگ وجدل کی آگ روشن کردی تھی، اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو مٹا کر خود لیڈر بن جائیں گے لیکن ٹھیک وقت پر مسلمانوں کی فتح ہوگئی۔ اب یہ منافق لوگ مایوسی اور ناکامی کے اندھیرے میں گرے پڑے ہیں اور انہیں اپنا کوئی انجام نظر نہیں آتا۔

۴۔ یہی مثال منافقین یورپ پر بھی خوب صادق آتی ہے۔ ان لوگوں نے علم اور سائنس کی ایسی ایسی بجلیاں جلائیں کہ ان سے ساری دنیا روشن ہوگئی، اب اہل مغرب کا ظاہر تو خوب روشن ہے مگر چونکہ باطن کا نور بجھا ہوا ہے۔ اس واسطے اب وہاں کسی شخص کو بھی کچھ نہیں سوجھتا کہ اب اپنی سیاسی اور اقتصادی گتھیوں کو کس طرح سلجھائیں؟ بہرحال اس مثال کا مقصود یہ ہے کہ چونکہ منافق لوگ صرف ظاہری فائدوں پر نظر رکھتے ہیں اور اصل اور حقیقت کو بالکل نظر انداز کردیتے ہیں اس واسطے وہ ہمیشہ ایسے شخص کی طرح زندہ رہیں گے جس کے ہاتھ میں تو لیمپ ہو مگر آنکھیں اُس کی اندھی ہوں۔ ظاہر ہے کہ اندھا آدمی لیمپ سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ چونکہ منافقین کا دل، خلوص، ایمان اور راستبازی سے محروم ہے' اس واسطے منافقت، دورنگی، فریب کاری اور حیلہ پروری کا لیمپ انہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے؟ وہ یہاں بھی اندھے ہیں اور آخرت میں بھی اندھے رہیں گے، اُن کی صرف آنکھیں روشن ہیں مگر دل اندھا ہے اس واسطے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

رحمانی برقی پریس البلاغ امرتسر میں باہتمام ابوالرضا عطاء اللہ پرنٹر چھپا اور عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے پٹی سے شائع کیا

جلسے اور تقریریں ہوتی ہیں کہ صرف ایک دن میں کروڑ ہا مخلوق تک رسول اللہ صلعم کا پیغام پہنچ جاتا ہے
۳۔ کئی اسلامی ملکوں اور بادشاہوں کے پاس مبلغ اسلام بھیجے گئے، ایک مبلغ افغانستان بھیجا گیا، ایک مبلغ عراق و مصر بھیجا گیا، ایک مبلغ اب چین و جاپان کیلئے تیار ہے

۴۔ تبلیغ قرآنی کے لئے ۲۱ ہزار قرآنی لیکچر شائع کئے گئے۔ اور مطالعہ قرآن کا ایک خاص حلقہ قائم کیا گیا جسمیں ڈیڑھ ہزار مسلمان مستقلاً قرآن پاک کا مطالعہ کر رہے ہیں
۵۔ مسلم ہوم قائم کرنے کے لئے پانچسو ایکڑ زمین کا وقف، ایک قومی بورڈ کے سپرد کیا گیا۔
۶۔ تین ہزار روپیہ مظلومین فلسطین کی امداد کے لئے بھیجا گیا۔
۷۔ اس وقت کمیٹی کے ماتحت ۲۵۰ تبلیغی مشن دنیا کے ہر ایک حصے میں مصروف ہیں کمیٹی کا اخبار ۲ زبانوں میں چھپتا ہے، کمیٹی کے نظام میں ہندوستان اور غیر ممالک کی ڈھائی ہزار جامع مسجدیں شامل ہیں۔ جہاں ہر ایک جمعہ کو کمیٹی کے اردو خطبات جمعہ برابر سنائے جا رہے ہیں۔

کمیٹی کی آخری کارگذاری یہ ہے کہ اس نے یہ تمام کام چندہ لینے کی بجائے اخبار ایمان اور کتب سیرت کی آمدنی سے انجام دیئے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد اس آمدنی میں سے دس ہزار روپیہ نقد فقط تبلیغ اسلام کے لئے وقف کیا۔

برادران اسلام! اگر ان واقعات میں کوئی بھی چیز قابلِ قدر سمجھی جائے تو میری اپیل ہے کہ آپ اپنے شہر میں سیرت کمیٹی قائم کریں۔ اس وقت تک بمبئی، مدراس، رنگون، کانپور، احمد آباد وغیرہ بیشمار شہروں میں سیرت کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں جس شہر میں ۱۶ اور گاؤں میں ۱۰ مسلمان تحریکِ سیرت کے ممبر بن جائیں وہاں سیرت کمیٹی قائم ہو سکتی ہے۔ ممبر کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ ممبری کے ٹکٹ پر دستخط کرے، اپنی مقامی سیرت کمیٹی کو چار آنے سالانہ ادا کرے اور ہر پندرھویں دن اپنی مقامی سیرت کمیٹی کے سکرٹری سے ایک آنہ دیکر اخبار "ایمان" خرید لیا کرے۔ بس ایسے ۱۶ یا ۱۰ ممبر بنا کر آپ اپنی کمیٹی کا مرکزی کمیٹی سے تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ ممبری کے ٹکٹ مفت طلب کریں چونکہ تحریک سیرت کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں اس واسطے ہر سرکاری ملازم اس نیک کام میں خوشی سے شامل ہو سکتا ہے۔ وَبِاللہِ التَّوفِیق۔

قاضی عبدالمجید قرشی، سکرٹری سیرت کمیٹی، پٹی، ضلع لاہور